

جاسوسی دنیا نمبر 95

ارسٹری چنگاریاں

(مکمل ناول)

جنازہ

بالآخر وہ جنازہ پولیس اسٹیشن جا پہنچا۔

جنازے کے ساتھ چالیس آدمی تھے۔ لیکن کسی کو بھی نہیں معلوم تھا کہ مر نے والا کون تھا یا اسے کہاں دفن کرتا ہے۔

ہوا یہ کہ شہر کی ایک بھرپوری سڑک پر ایک نیک دل شہری کو ایک جنازہ نظر آیا، جس کے ساتھ صرف پانچ آدمی تھے..... پانچوں بھی ایک پائے کو کاندھا دیتا۔ بھی دوسرے کو اس نیک دل شہری نے سوچا کہ قبرستان تک پہنچتے پہنچتے پانچوں کے کاندھے شل ہو جائیں گے لہذا وہ بھی از راہ ہمدردی جنازے کے ساتھ ہو لیا اور جلد جلد کاندھا بدلتے کی بھی کوشش کرتا رہا۔ یہی نہیں بلکہ دوسرے راجہروں کو بھی ترغیب دیتا گیا کہ وہ اُس کا روایت میں حصہ لیں۔

اس طرح اُن پانچوں کی مشکل آسان ہو گئی اور ذرا بھی سی دیر میں جنازے کے ساتھ بہت سے لوگ نظر آنے لگے۔

وہ خلوص نیت سے جنازے کو آگے بڑھائے لئے جادہ ہے تھے۔ یہ سوچے بغیر کہ جانا کہاں ہے لیکن اُس وقت تو بھی چونکے جب شہری آبادی بھی پیچھے رہ گئی تھی۔ پھر کسی نے با آواز بلند سخنوں کو مخاطب کر کے پوچھا تھا ”کہ جانا کہاں ہے۔“ تفین کس قبرستان میں ہو گی۔“

اس سوال پر وہ شب اجتماعوں کی طرح ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے تھے۔ کسی کے پاس

بھی اس کا جواب نہیں تھا۔

آخر جنائزہ دین سرک کے کنالے رکھ دیا گیا۔ سب برادر است ایک دوسرے سے اس کے حلق پر پہنچنے لگے۔

تب اس نیک دل آدمی کے دل میں شہر گزرا کہ ہوتے ہو اس نے دھوکا کھایا ہے۔ پچھ لوگ خاص طور پر اسے گور بے تھے؟ شاہزادوں نے یاد رکھا تھا کہ اسی آدمی نے انہیں اس کا دروازہ میں حصہ لینے کی دعوت دی تھی۔

اب تو وہ نیک دل آدمی بے حد تزویں نظر آنے لگا..... سوچ رہا تھا کہ الزام اسی کے رہ جائے گا..... خود اس سے یہ حماقت سرزد ہوئی تھی کہ اس نے ان پانچوں آدمیوں کو اس حیثیت سے نہیں دیکھا تھا کہ ان کی خلیلیں بھی یاد رکھنے کی ضرورت پیش آئکی ہے۔ وہ تواب یقین کے ساتھ کہہ ہی نہیں سکتا تھا کہ ان لوگوں میں وہ پانچوں بھی موجود ہیں یا نہیں۔

بالآخر اسے اپنی کہانی بیتھ کو سنانی پڑی اور لوگ اُسے نہ بھلا کہنے لگے۔ پھر کسی نے گوارے پر سے چادر ہنا ہو۔ لاش کفن میں لپٹا پڑی تھی۔ ایک آدمی نے مردے کامنہ دیکھنا چاہا لیکن اس نیک دل آدمی نے جواب کافی ذہین نظر آنے لگا تھا اس سے باز رکھا۔ اس نے تجویز پیش کی کہ لاش کو ہاتھ لگائے بغیر یہ جنائزہ جوں کا توں کسی پولیس اسٹیشن پر لے جائے۔ اس کے اس مشورے کی مخالفت نہیں کی گئی تھی۔ جنائزہ پر نسل کے تھانے پر لا یا کیا تھا۔

اور جب تھانے کے انچارج نے کفن کی ڈوری کھوئی کر مردے کامنہ دیکھنا پہلا تو منی کی ایک ہانگی لاحک کر گوارے کی دیوار سے جاگ کر آئی۔

لاش کا سر غائب تھا اور اس کی جگہ ہانگی رکھ دی گئی تھی۔ کلاں جوں سے تھیلیاں غائب تھیں اور جنہوں سے پہنچنے الگ کرنے لگے تھے ان کی بجائے لکڑی کی چھوٹی چھوٹی تختیاں جیدوں سے اس طرح جو زدی گئی تھیں کہ کفن کے اوپر سے پہنچے معلوم ہوں۔

اور یہ کسی عورت کی لاش تھی جسم کی بنوٹ سے معلوم ہوتا تھا کہ عمر نہیں اور پچیس

کے درمیان رہی ہو گی۔ جلد سفید تھی۔

نیک دل آدمی کو پھر آگے آنا پڑا۔ پوری داستان دہرائی اُس نے اور شہر میں اسی وقت ہر لیا گیا۔

وہ تھانے کے انچارج کو کسی طرح باور نہ کر سکا کہ اُسے ان پانچوں آدمیوں میں سے کسی کی بھی ملکی یا وہ نہیں رہی تھی۔

مشنی خیز واقعہ تھا، اس لئے بات فوری طور پر ٹکر سراغ رسانی لکھ جا پہنچ۔ لاش بھی ہائل شناخت تھی اس لئے بھلا کر قتل فریدی کے علاوہ اور کون آگئے آتا۔

حید تو چھوٹے ہی بولا تھا۔ "امتحن تھے وہ پانچوں..... ارے اس جنائزہ کو سیدھے بینیں لئے چلتے آتے خواہ مخواہ را اگر دوں کوز حمت دینے کی کیا ضرورت تھی۔"

پھر پر نسل کے تھانے پہنچ کر اس نیک دل آدمی سے پوچھا تھا۔ "کیوں صاحب..... کیا آپ کافی باوز میں نہیں بیٹھتے.....!"

"نہیں جتاب.....؟" نیک دل آدمی نے اس بھی سوال پر بوكھلا کر جواب دیا۔

"یہی بات ہے، ورنہ پانچی بزرار جنائزہ آپ کے سر سے گزرا جاتے لیکن آپ کے کان پر جوں نہ رکھتیں۔"

دوسری طرف فریدی لاش کا جائزہ لے رہا تھا۔ ان سہوں کو تھانے کی کپاؤٹ میں دو کے رکھا گیا تھا، جنہوں نے اس نیک دل آدمی کی ترتیب پر جنائزہ کے جلوں میں شرکت کی تھی۔

لاش کا جائزہ لے پہنچنے کے بعد فریدی نے اُن سے بھی پچھے سوالات کے تھے پھر وہ اس نیک دل آدمی کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"اُن میں کوئی ایسا نہیں جس نے آپکی طرف اشارہ نہ کیا ہو۔" فریدی نے اس سے کہا۔

"مجھے خود ہی اعتراف ہے جتاب عالی کہ میں نے ہی انہیں تغیری دی تھی۔"

"آپ نے اس جنائزہ کو کہاں دیکھا تھا۔"

"چرچ روڈ کے کراسگر پر۔"

اس پر حید نے ایک آزاد لکم شروع کر دی۔

تجھائی آغاڑ بے میرا تھائی انجام

تجھائی سے پچ کر میں جاؤں گا کہاں

ن بجک بیتے دو تھا جانوں کی تھائی نوٹی تھی،

آن کی سکھائی نے میری تھائی کو جنم دیا

تجھائی آغاڑ بے میرا تھائی انجام

جن کی تھائی نوٹی تھی، آن کو سات سلام

”اللّٰهُ تَعَالٰى رَبُّ الْعَالَمِينَ“ فریدی نے بھندی سانس لی۔ لیکن تمیرے صرے میں ”تھی“

زائد ہے، چوتھے صرے میں ”وَيَا زَوْرًا“ نہ ہے، ووسرہ صرے بھی ناقص ہے۔

شہنشاہ لکم ہے۔ ”حید نے بھنجھاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

”مادر پر آزاد ہو گی..... درست آزاد لکم کے لئے بھی پکھ پاپندیاں ہیں۔“

”میں لخت بھجتا ہوں ہر ہم کی پاپندی پر۔“

”بھر غالبارات کا کھانا نہیں کھاؤ گے؟“

”کھوں گے...“

”پاپندی عی غیری پھرے کی۔“

”میں پھٹی چاہتا ہوں پھٹی چاہتے آپ۔“

”اوہ ہم جیچاروں کے کرامگی پر بھی بھی ہیں۔“ فریدی نے کھا اور چوراہے سے کسی

قدر آگے بڑھ کر گاڑی روک دی۔ لام لام جنگلات اپنے لام جنگلات کے رہا۔

پھر وہ تجھے بھی اتر گیا لیکن حید وہیں بیٹھا رہا۔..... سچر کی شام اور اس طرح عمارت

ہو گئی۔ ”وہ سچتا اور پچھا تاب کھاتا رہا۔“

”قسطی نہیں دیکھنا چاہتا قاکر فریدی گاڑی سے کیوں اتر اخواہ اب کیا کر رہا ہے، لہذا وہ

دوسری سمت دیکھنے لگا۔

”لے لیں اسی، لے لیں اسی، لے لیں اسی“

محوزی دی بعد فریدی واپس آیا اور گاڑی پھر پل پڑی اور پھر گئی۔ ہی۔ اسی سوپاہی کی

ایک عمارت کے سامنے رک گئی۔

فریدی نے حید سے بھی اتنے کو کہا۔..... وہ بے دلی سے اڑا تو ضرور لیکن عمارت میں داخل ہونے کے سلسلے میں فریدی کا ساتھ دینے پر تیار نہیں تھا۔

”چلو.....!“ فریدی نے اس کا بازو پکڑ کر آگے چڑھاتے ہوئے کہا۔
برآمدے میں پہنچ کر فریدی نے کال مل کا ہٹن دبایا۔

شاندے ایک منٹ بعد ایک بوڑھا آدمی باہر آیا تھا۔

”کیا مسٹر گوڑھ تحریف رکھتے ہیں۔“ فریدی نے اس سے پوچھا۔

”میں ہی گوڑھ ہوں..... فرمائیے۔“

”میں گوانتز کر چکن ہاؤز نگ سوسائٹی کے دفتر سے معلوم کر کے آیا ہوں کہ آپ اپنی عمارت کا ایک حصہ کرایہ پر دینا چاہتے ہیں۔“

”مکاہل.....!“

”مجھے ایک رہائشی مکان کی ضرورت ہے..... کتنے کمرے ہیں اس سے میں۔“

”آپ کی تحریف.....؟“

”مجھے احمد کمال کہتے ہیں۔“

”اوہ..... دیکھنے مسٹر کمال..... مجھے افسوس ہے، ارادہ تو تھا کہ اپنے پر اخنانے کا

لیکن آج ہی مجھے اطلاع ملی ہے کہ میرا بھنجھاہٹ کے سے واپس آ رہا ہے، اس کے لئے

بھی رہائش کا مسئلہ درپیش ہو گا، اس لئے اب میں محدود ہوں۔“

حید نے فریدی کے چہرے پر گھری مایوسی کے آنار دیکھے۔

دوسری طرف بوڑھے کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ اپنا غصہ دہانے کی

کوشش کر رہا ہو۔

حید کو اس پر حیرت ہوئی۔ اس کی دلانت میں فریدی نے ابھی تک کوئی انکی بات نہیں

کی تھی جس کی بناء پر بوڑھے کو کسی تاخوٹگوارڈ ہتھی کیفیت سے دوچار ہونا پڑتا۔

آخر بوڑھے نے کمر کھرا تی ہوئی آواز میں پوچھا۔ ”کیا آپ نے سوسائٹی کے کسی کارکن

کو اپنا بھی نام بتایا تھا۔

"تی نہیں.....!" فریدی نے سادگی سے جواب دیا۔

"بھر.....؟" بوڑھے کا لب پر سمجھا تھا۔

"اس نے نام پر سمجھا تھا اور نہ میں نے بتایا تھا..... ویسے کیا بھی سکے آپ لوگوں نے اپنا پرانا اصول تبدیل نہیں کیا۔"

"تی نہیں....." بوڑھے نے غصیلے لہجے میں کہا اور واپسی کے لئے مزدی رہا تاکہ

فریدی بولا۔ تو رانچے..... ایک منٹ۔

"فرمائے.....!" وہ جھٹا کر بولا۔

"اگر میں اپنا نام وہم جوزف بتاتا تو....."

"بس ختم کر جائے..... ہاں..... ہم نہیں چاہیے کہ کوئی غیر کر جیں ہماری سوسائیتی میں آباد ہو۔ وہ سچا کھانے والے لہجے میں بولا۔

"ایسا نہ کہئے..... اب بھی حال ہی میں میرے ایک غیر میہمان دوست نے یہاں ایک عمارت کرائے پر حاصل کی ہے۔"

"تی ہاں..... میں جاتا ہوں، لیکن اس نے فراہ کیا تھا۔ خود کو میہمان ظاہر کر کے مکان کرائے پر حاصل کیا تھا۔ اب اگر اس نے فوراً ہمیں مکان خالی نہ کیا تو سوسائیتی اس کے خلاف فریب دہی کا مقدمہ قائم کر دے گی۔"

"کوہ..... تو کیا اس کے فراہ کا علم ہو گیا ہے لوگوں کو.....!"

"اگر اس کے خالدان میں آج کسی کی موت نہ ہو جاتی تو شام کہ ہم اسے میہمانی سمجھنے پڑے۔ جنہوں نے تو بھر مال لے جاتا ہی پڑا۔"

"آج موت ہوئی ہے کسی کی۔" فریدی نے گھبراہٹ کا مظاہرہ کیا۔

"تی ہاں۔" بوڑھے کا لب پر بھی درست نہیں ہوا تھا۔

"کوہ..... تب تو مجھے ہاں جانا چاہئے لیکن مکان کا نمبر یاد نہیں رہ۔ کیا اس سلسلے میں آپ میری راہنمائی کر سکیں گے۔ لیکن اگر اس نے نلا نام بتا کر مکان حاصل کیا تھا تو یہ بڑی

کتابیات تھی۔" "لدب ایو?" فریدی نے پوچھا۔

"بائیں جانب جو پہلی سڑک کھو میتے ہے اسی پر جھوڑو لا۔" "بوز احمد نے کہا اور اس پر اندر ہی چلا گیا۔

فریدی بھی واپسی کے لئے مزدی کیا۔

"یہ آپ کیا کرتے بھر رہے ہیں۔" حید نے پوچھا۔

"ویکھا کتنی آسمانی سے اس عمارت کا پنچھا پنچھا بیگنا جانے بجاہو اخیا کیا تھا۔"

"آخر کیسے۔"

"اُبھی بتاؤں گا.....!" فریدی گاڑی میں بیٹھتا ہوا بولا۔

گاڑی کچھ دور پہل کر باسیں جانب مڑی اور پھر دھیکت جھوڑو لا کے سامنے درک میتی۔

چھوٹی سی عمارت تھی۔ سامنے پنچھا پنچھا اور پھر رہا۔ کیونکہ کھروں کا اعلیٰ شروع ہو گیا

تمہارے پاس باغ نہیں تھا۔ برآمدے کے بیچے حالانکہ لیکن زمین تھیں لیکن پھر انہیں کیا ریاں

نہیں ہائی کمی تھیں اسی معلوم ہوا تھا جیسے اس کے لیکنون کو اس نے زپھی نہ لافی ہو گیا۔

فریدی نے گاڑی برآمدے کے قریب اسی زوکی جگہ فور متواترہ انہیں بے چارہ کا تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں برآمدے میں جمل کر دھکنی بیجا ہے یا چھیدنے کہا۔ بایوں لا۔"

"غصوں ہے..... انہوں کوئی نہ ہو گا۔" فریدی اسی شو جواب دیا اور ہمہنگ قدموں لیے چلا ہوا

حوزے ہی فاسطے کی ایک عمارت سے ایک آدمی برآمدہ ہوا اور جھیخ قدموں لیے چلا ہوا

ان کے قریب آکر رک گیا۔

"کس کی تلاش ہے۔" اس نے پوچھا اور حیلہ نے اس نے لے لیجھیں۔ بھی ہاتھ ٹکوڑی

محسوں کی۔

فریدی نے زبان سے کچھ کہنے کی بجائے نہملا دلائلی طرف تھام اخدا دیا۔ سالد۔

"میں جنہوں گا تھا۔" اس نے نہ اسامنہ ہا کر کہا۔ "ابھی نہیں کوئی واپسی نہیں آیا۔"

"میں سخت ابھیں میں ہوں۔" فریدی نے پر تشویش لے گئے میں آپ۔ آخر سکن طرح لے

گئے ہوں گے تھیں اول گاڑی آئی ہو گی۔

"رُجُوت.....!"

"رُجُوت یقیناً سرخ و سفید تھی..... بال بھی اخروٹ کے رُجُوت کے تھے لیکن وہ اہل زبان کی طرح اردو بولتی تھی۔ لب و لبجھے میں اجنبیت نہیں تھی۔"

فریدی حزیر پہنچنے والا تھا کہ پشت سے آواز آئی۔ "کیا وہ لوگ واپس آگئے؟" آواز میں اتنی سیکس ایبل تھی کہ حید بے اختیارات انداز میں مڑا تھا۔ سوال کرنے والی چلی ہی نظر میں دل لوٹنے والی تابت ہوئی۔

سلحتی ہوئی گندی رُجُوت تھی، اور بو جمل پکوں والی بڑی بڑی آنکھیں، پھرہ بھرا بھرا سا تھا۔ اور پری ہونٹ پر بزری مائل بلکل سی روشنیگی تھی اور ہوت تو ایسے لگتے تھے جیسے ابھتا کے کسی نقاش بنے تراشے ہوں۔

ساری اور آدمی ہیئت کی نمائش کرنے والے باہر میں لمبسوں تھی۔ اس کا اصل حسن تو اعضاہ کا تابع تھا۔

عمر نہیں اور پچھس کے درمیان رعنی ہو گی۔

مالک مکان جو اسے فیضی نکروں سے دیکھ رہا تھا، ہاتھ جھک کر بول۔ "اپنا کام کرو۔" حبھیں کیوں غفران ہے۔

لیکن لوگی نے اس کے لبجھ کی پر واد کئے بغیر پوچھا۔ "یہ لوگ کون ہیں؟ ایمان کے عزیز ہیں۔" "جاوہاں سے۔" مالک مکان غریبا۔

"ایسا بھی کیا۔" حید جلدی سے بولا۔ "نہیں محترم ہم ان کے عزیز نہیں ہیں۔"

"تو پھر ان کے ہم نہ ہب ہوں گے۔ کرچین تو ہرگز نہیں ہو سکتے۔" لڑکی نے کہا۔ فریدی پھر دروازے کی طرف مزکر قفل کا جائزہ لینے لگا تھا۔ شاید اس نے ان کی انگلکو میں دخل انداز ہوتا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

"کیا ہماری پیشانیوں پر تحریر ہے کہ ہم کرچین نہیں ہیں۔" حید نے سکرا کر پوچھا۔

"یہ بات نہیں..... یہاں کسی نے بھی ان بیچاروں کی پر واد نہیں کی کیونکہ وہ کرچین نہیں تھے۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ اپنی کسی انجمن کو فون کر کے جذڑہ والی گاڑی مٹکوائے

"نہیں کاندھوں پر لے گئے تھے؟" جواب ملا تھا۔

"کوہ تو پچھا اعزہ کو خبر ہو گئی ہو گی..... کتنے آدمی تھے؟"

"پانچ آدمی تھے۔"

"مالک مکان سے کہاں ملاقات ہو سکے گی۔" فریدی نے پوچھا۔

"کوئی؟" حبھیے لبجھے میں کہا گیا۔

"میرا خیال ہے اب وہ لوگ واپس نہ آئیں گے..... کہوں کہ یہاں سب ہی چانگے ہوں گے کہ وہ کرچین نہیں تھے؟"

"آپ کون ہیں.....؟"

"میں نے آپ سے مالک مکان کے متعلق پوچھا تھا.....؟"

"میں ہی ہوں مالک مکان۔" اس کا لبجھ بے حد فضیلا تھا۔

فریدی نے اپنا کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے کارڈ لے کر بڑی لامپ والی سے اس پر نظر ڈالیں لیکن دوسرا بے عی لمحے میں حید نے اس کے چہرے پر حرمت کے آنکھوں پر کھینچے۔ "سی۔ آئ۔ بی۔" اس نے پچھی پچھی سی آواز میں کہا۔

"تجھاں..... میں آپ کی موجودگی میں اپنے طور پر مکان کی علاشی لینا چاہتا ہوں۔"

"وارث..... میرا مطلب ہے سریقاً وارث ہے آپ کے پاس۔"

"اس کی غفران کر جئے۔"

"کیا کوئی گزبہ ہے۔"

"آئی۔" فریدی کاڑی سے اڑ کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"وہ آمدے میں آئے اور مالک مکان ان کی طرف مزکر بولا۔" لیکن یہ تو مغلل ہے۔

"یہاں کئے لوگ رہتے ہے؟" فریدی نے اس سے پوچھا۔

"وہ..... غالباً میاں بیوی تھے۔"

"عورت غیر ملکی تھی۔"

"یقین کے ساتھ نہیں کہ سکا کوئی نہ۔ ساری یا فراں اور شلوار پہنچتی تھی۔"

”اور وہ آدمی جس نے اُسے آواز دی تھی؟“

"جھری وکٹر..... اس کا باپ.....؟"

۱۷۵

۱۰۷

"پر اجھے یہ..... ذاتی ورکشاپ رکھتا ہے۔"

”پیار نے والی سے لڑکی کی دوستی تھی۔“

”پہ نہیں؟“ مالک مکان نے اسے ٹوٹنے والی نظر وہ سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ”میادہ کہر رعی تمی۔“

حید نے نبی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”میرا الخدازہ ہے؟“

"ہو سکا ہے۔" ماں کا مکان کے بیچے میں بیڑا ہی تھی۔ "میں بہت مصروف آدمی ہوں کہمی خبر ہوتی ہے کہ گرد و پیش کیا ہو رہا ہے۔ دیے گئے خیال ہے کہ اس مختلط المحسوس لڑکی نے آپ سے بہت سی باتیں کی ہیں۔"

«مختلط المخواص كيو؟»

"وہ نہیں کا معنگلِ اڑائی سے..... کہتی ہے کہ کراٹ بھی آدمی ہی تھا..... جو

بوزندور کئے کے لئے سلی رجھ گا۔

”وہ خود کا کتنی سے؟“

"اگر بیان نہ کرے عالم وادی کو کچھ کرتا نہیں تو کھل دیکھی۔" تاکہ بیکانر نے سچھ لیجے

۱۰

“آب اس سے بہت باراٹ معلوم ہوتے ہیں۔” حیدر مکرا کر بولا۔

"اُس سال کوئی بھی خوش نہیں تھیں۔ وہ جو بوڑھوں کا ملکہ اڑائے اسے کہاں

4

دائل ہو گے۔

اک شخ

بِلَادِ الْكُلُّ شَهْر

اور وہ تصور

مالک مکان اور فریدی پھر برآمدے کی طرف واپس آرہے تھے۔ دروازے کے قریب رکتے ہوئے فریدی نے مالک مکان سے کہا۔ ”آپ ہر پوچھنے والے سے بھی کہیں گے کہ سوسائٹی کے دفتر کی بدلپاتر پر عمل کروئے ہیں۔“

"بہت بہتر جاتا۔" مالک مکان نے کہے ہوئے انداز میں جواب دیا۔ فریدی نے رست و اچ پر نظر ڈالتے ہوئے حید سے کہا۔ "تم تینیں نمبر و..... م بھی آئیں۔"

حمد سر کو جیش دے کر مالک مکان کی طرف متوجہ ہو گیا۔
دوں بھیں میں تھا۔ آخر اتنی جلدی وہ نمیک اسی چک کیسے آپنے چہاں پر واردات ہوئی تھی
ویسے وہ اس لڑکی کو دیکھ لینے کے بعد کسی حرم کی بھیں میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ اس
سرٹی آواز کی پابندی اب بھی کافیوں میں گورنمنٹ رعنی تھی۔

"وہ چند لمحے پر تکڑا انداز میں مالک مکان کے چہرے پر نظر جماعتے رہا تھا بولا۔" یہ لڑکوں کی تھی؟"

"جوکی و کثر.....!" مالک مکان نے بھر لائے ہوئے آنکھ میں ایک دل

۱۰۷

"سامنے.....! " اس نے سڑک کی جانب ہاتھ انداز کر کھا

”ابھی کل ہی کی بات ہے..... مسٹر برکت مجھ جو بہت بوڑھے ہیں اور ہر سے لگز رہے تھے ان کا راستہ روک کر کہنے لگی۔ آخراب کس امید پر جی رہے ہو۔ وہ بیچارے پریشان ہو گئے..... لیکن انہوں نے ہنس کر بات اڑانی چاہی بس سر ہی تو ہو گئی کہنے لگی..... اب جلدی سے مر جاؤ..... کسی تو انہا جسم کے حصے کی روٹیاں کیوں ضائع کر رہے ہو۔“

”جیسے معلوم ہوتی ہے.....“ حمید پر تحسین لبھے میں بولا۔

”پاگل ہے۔“ مالک مکان نے نہ اسامنہ بنائے کہا۔ مزید پچھے کہنے والا تھا کہ فریدی کی کار آگر رکی اور وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

کار سے اتر کر وہ سیدھا برآمدے ہی میں آیا۔ اس کے ہاتھ میں پچھے کاغذات تھے ان میں سے ایک اس نے مالک مکان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”اے پڑھ کر دستخط کر دیجئے۔“

”یہ کیا ہے؟“ اس نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

”سی آئی بی کے سربراہ سے آپ کی درخواست۔ آپ نے اس میں ہمارے محلے کو اس فراڈ سے آگاہ کرتے ہوئے تشویش ظاہر کی ہے کہ وہ لوگ آپ کے مکان میں کوئی غیر قانونی حرکت کرتے رہے ہیں۔“

”اس سے کیا ہو گا؟“

”میں فوری طور پر مکان کی تلاشی لے سکوں گا۔“

”مل..... لیکن.....!“

”فکر نہ کجئے..... اس کی ذمہ داری آپ پر نہ ہوگی۔ اسی لئے تو میں آپ سے ضابطہ کی کارروائی کے لئے استدعا کر رہا ہوں۔“

مالک مکان نے پچھے دیروپتے رہنے کے بعد اس پر اپنے دستخط کر دیئے۔

اب فریدی مقلع دروازے کی طرف متوجہ ہوتا ہوا حمید سے بولا۔ ”تم دوسرے پروسیوں سے پوچھ پچھ کر سکتے ہو۔“

”یعنی اب ہم ہاؤ سنگ سوسائی کے دفتر کی طرف سے پوچھ پچھ نہیں کر رہے؟“ حمید نے پوچھا۔

265
”نہیں.....!“ فریدی نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔
”جناب عالی.....!“ دفعٹا مالک مکان گھمکھیا۔ ”اب اسے دوسروں کے لئے سوسائی کی جانب سے رہنے دیجئے۔“
”کیوں.....؟“
”صحیح سے لوگوں کے سوالات کے جواب دیتے دیتے نگ آگیا ہوں، اگر انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ محکمہ سراج رسانی خود بخود اس طرف متوجہ ہو گیا ہے تو میں انہیں اس کی وجہ کیا بتاؤں گا۔“

فریدی فوراً ہی پچھے نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے حمید سے کہا۔ ”اچھی بات ہے اسے سوسائی ہی کی حد تک رکھو۔“

حمد سڑک کی طرف مڑا..... سامنے والی عمارت کی ایک کھڑکی میں جوی کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا اور وہ اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

دفعٹا اس نے ہاتھ اٹھا کر پچھے اس قسم کا اشارہ کیا جیسے اسے عمارت کی پشت پر آنے کو کہہ رہی ہو۔ حمید سر کی جنبش سے اس تجویز پر صاد کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

وہ عمارتوں کے درمیانی راستے سے گذرتا ہوا ٹھیک اسی عمارت کی پشت پر رکا۔

غالباً یہیں اس بستی کا اختتام ہوا تھا۔ عمارت سے تھوڑے ہی فاصلے پر زمین ڈھلوان ہو گئی تھی اور پھر کھیتوں کے سلسلے شروع ہو گئے تھے۔

لڑکی ایک دروازے سے تھلتی دکھائی دی..... اور اس نے پھر ہاتھ اٹھا کر غالباً کھیتوں کی طرف اشارہ کیا۔

حمد نے اپنی گدی سہلائی اور آگے بڑھ کر ڈھلان میں اتر پتا چلا گیا..... یہ کوئی خشک نالہ تھا جس کی تہہ اتنی ہی نیچی تھی کہ وہاں تک پہنچ جانے کے بعد عمارتوں کی صرف چھتیں نظر آ رہی تھیں۔

حمد وہیں رک گیا..... لڑکی تیزی سے نیچے اتر رہی تھی۔ پھر وہ اس کے قریب بھی پہنچ گئی لیکن خاموش کھڑی ہاپتی رہی۔ شاید دوڑتی ہوئی ڈھلان کے سرے تک آئی تھی۔

ساتوں کے ساتھ جسم کا اتار پڑھا نہیں آؤں معلوم ہو رہا تھا۔ وہ براہ راست ہر دلکشی میں دیکھ رہی تھی اور حینہ احتفان انداز میں پلکش بچکارہا تھا۔ آخر وہ خود ہی بولد "ذکرخوا..... میری زبان سے ایک غلابات نکل گئی تھی۔"

"کون کی بات.....!" حینہ نے پوچھا۔

"میں نے اُس آدمی کی تصویر کھینچی تھی..... میرا اندازہ ہے کہ وہ کوئی بہت بڑا افسوس ہے۔"

"تو پھر نمبر پلیٹ والی بات بھی.....!"

"نہیں..... نہیں..... وہ بالکل نمیک ہے۔ گاڑی کی نمبر پلیٹ پر فشری آف ڈرائیورز لکھا ہوا تھا۔"

"لیکن اندازتے سے آپ انسے کوئی بڑا افسوس کس بنا پر سمجھ سکتی ہیں۔"

"شاندار آدمی ہے..... بے حد و حیث.....!"

"میرے ساتھی سے بھی زیادہ.....!" حینہ نے پوچھا۔

"اوہ..... تمہارا ساتھی۔" لڑکی نے طویل سانس لی اور خاموش ہو گئی پھر تھوڑی درجہ بند ہوئی۔ "نہیں اتنا شاندار نہیں تھا۔"

"بہت خوب.....!" حینہ مشکلات انداز میں بس پڑا۔

"کیوں.....؟" اس نے ٹکٹے لہجے میں پوچھا۔

"وہ میرا لکرک ہے..... اور میں ایلووو کیٹ ہوں۔"

"ہوں.....!" وہ براہ راستہ بنا کر رہ گئی۔

"لہذا یہ قطی غلط ہے کہ شاندار فور و جبکہ آدمی بڑے افسوس ہو سکتے ہیں۔"

"لیکن تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو۔"

"آپکی ہاؤس ٹک سوسائٹی کے سیکریٹری نے ہمیں اس معاملے کی تفیض پر مامور کیا ہے۔"

"تب تو میں ہر گز تم سے اس لڑکی کے حلقہ گھنٹوں نہیں کروں گی۔"

"کیوں.....؟"

"میری مردی۔"

"پھر کیوں دوڑی آئی تھی۔"

"محض اسی سے حلقہ گھنٹوں کرنے کیلئے۔ مجھے اس کی موت سے گہرا صدمہ پہنچا ہے۔"

"مجھے حرمت ہے کہ اس سے ملا جانا بھی نہیں تھا اور گہرا صدمہ بھی پہنچا ہے۔"

"وکیلوں کی سمجھ میں نہیں آئیں اسکی باتیں۔"

"میں شاہر بھی ہوں۔"

"غزل و ذل کہہ لیتے ہو گے۔" وہ براہ راستہ بنا کر بولی۔

"مجھے افسوس ہے کہ اس وقت بحث کرنے کے موڑ میں نہیں ہوں ورنہ آپ سے الجھ پڑتا۔"

"اردو ادب پر گہری نظر ہے میری۔"

"آپ نے مجھے یہاں کیوں بلایا تھا۔" حینہ نے جھنجڑاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

"تمہارے ساتھی کے بارے میں کچھ پوچھنے کے لئے۔"

"ہمیں..... میرے ساتھی سے تمہیں کیا سوچ دکار.....!"

"لیا وہ مرنے والی کا کوئی فرزی ہے۔"

"کیوں.....؟"

"اس لڑکی کی آنکھیں بھی اسکی ہی خوابیاں تھیں..... اور مجھے دراصل اس کی

آنکھیں ہی بہت زیادہ اچھی لگتی تھیں۔"

حینہ نے بخشندہ سانس لی اور منہ چلانے لگا۔

"مگر وہ بہت ضرور معلوم ہوتا ہے۔" لڑکی کہتی رہی۔ "اس نے ایک بار بھی میری

طرف نہیں دیکھا تھا۔ میں چاہتی تھی کہ کم از کم ایک بار تو نظریں ملتیں۔"

"گرے..... اور..... تم یہ سب کیا کہہ رہی ہو۔"

"عجج..... یہ میری خواہش تھی۔ محض یہ تجربہ کرتا چاہتی تھی کہ میرے جسم میں

لکی ہیں دوڑتی ہیں یا نہیں جسی کہ اس سے نظر ملختے ہی دوڑ جاتی تھیں۔"

"اچھا بس اب کام کی باتیں کرو۔"

بہامہ بڑا ہو جائے گا۔ کیونکہ ابھی تک اس نے کر سچیں ہاؤ سنگ سوسائٹی کے لوگوں کے
غلن بڑی انواعیں نہیں سن تھیں۔ عام طور پر خیال تھا کہ یہاں کے لوگ پڑھنے لکھنے مہذب
پڑھنے کردار کے مالک ہیں۔

وہ چپ چاپ چڑھائی کی طرف بڑھتا چلا گیا..... مڑ کر دیکھنے کی بھی زحمت گوارہ
نہیں کی۔

وہ سوچ رہا تھا کہ آخر پڑوسیوں سے کیا پوچھتا پھرے ہو سکتا ہے فریدی کا اشادہ صرف
بھرے دیکھ لیا تو۔

لیکن یہ لڑکی؟

کچھ دیر بعد وہ پھر اسی عمارت کے سامنے نظر آیا جہاں فریدی کو چھوڑا تھا..... لیکن
اس کی کار کہاں تھی؟ دروازہ بھی مغل نظر آیا..... مالک مکان کا کہیں پڑنے تھا۔

کیا مصیبت ہے؟ جھنجڑاہٹ میں جتلاد، ہن سوچنے لگا۔ کوئی تک ہے اس زیادتی کی۔
وپسی کے لئے ٹیکسی تلاش کرتے پھر یہ۔

دفعہ مالک مکان پھر اسی عمارت کے پھانک پر نظر آیا جہاں پہلے دیکھا گیا تھا۔ حمید تیزی
سے اس کی طرف بڑھا۔

”اوہ..... آپ ابھی سیہیں ہیں جناب.....!“ اس نے حمید سے پوچھا۔

”جی ہاں..... کیا..... میرے لئے کوئی پیغام ہے؟“

”جی نہیں..... کیسا پیغام۔“ مالک مکان کے لجھ میں حیرت تھی۔

”مطلوب یہ کہ..... کرٹل صاحب۔“

”جی نہیں..... انہوں نے مجھ سے آپ کے لئے کچھ نہیں کہا۔ مکان کے بارے میں
کہہ گئے ہیں کہ اسے محلے کی اجازت حاصل کئے بغیر دوبارہ نہ تو تھوا ل جائے اور نہ وہاں کی کسی
چیز کو ہاتھ لگایا جائے۔“

”کیا انہوں نے کہا تھا کہ آپ مجھ تک یہ اطلاع ضرور پہنچائیں؟“

”جی نہیں اسی کوئی بات نہیں۔“

”کیا مطلب.....!“

”مطلوب یہ کہ تم نے مجھے یہاں کیوں بلایا تھا۔“

”اُس سے کسی طرح ایک بار نظر طوادو۔“ لڑکی گھم گھیا۔

”کیا تم میرا ذائق اڑا رہی ہو۔“ حمید نے آنکھیں نکالیں۔

”نہیں..... ہرگز نہیں۔“

”بس ختم کرو۔“ حمید کا لہجہ بے حد خشک تھا۔ ”اگر کسی نے ہمیں یہاں اس نالے میں
کھڑے دیکھ لیا تو۔“

”میں نہیں ڈرتی ان چیزوں سے۔“ وہ نہ کر بولی۔ بلکہ اگر کوئی کسی قسم کے شے میں
متلا ہو کہ میرے بارے میں کوئی اسی ویسی بات کہتا ہے تو ایک خاص قسم کی لذت محصور
کرتی ہوں۔“

”ارے تم تولذ توں کی فکری معلوم ہوتی ہو۔“

”اچھا جملہ ہے..... پسند آیا۔“

”یہ بڑی موچھوں والا کون تھا جسے دیکھتے ہی دم دبا کر بھاگی تھیں؟“

”میرا وقت نہ برباد کرو..... مالی فادر..... مسڑ و کڑ اور فادر کے قوانی کیسے رہے؟ ایکوں؟“

”ہڑو.....!“ وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ ”حمدی چڑھائی کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

”تو بڑی زحمت میں پڑ جاؤ گے وکیل صاحب۔“

”کیا مطلب.....!“

”اگر تمہارا گریبان پکڑ کر چینا شروع کر دوں تو کیسی رہے۔“

”مزہ آجائے۔“ حمید آنکھیں بند کر کے بولا۔ ”میں خود کو لذ توں کا پر ٹنگ پر لیں
محسوس کرنے لگوں گا۔“

”اچھا جاؤ دفع ہو جاؤ..... میں تمہیں دیکھ لوں گی۔“

حمدی چھپی سوچ رہا تھا کہ اگر کسی نے انہیں یہاں اس نالے میں کھڑے دیکھ لیا تو

لیکن اُس نے کہا کہ گوانیز کر سچین ہاؤ سنگ سوسائٹی کا پتہ سن کر کوئی یقین نہ کرے گا۔ وہ سمجھیں گے کہ کوئی بد معاش آدمی اُن کا وقت بر باد کرنا چاہتا ہے۔ میں نے بھی سوچا تھیک ہی کہتا ہے بیچارا۔ کون یقین کرے گا کہ اس ہاؤ سنگ سوسائٹی میں کسی غیر کر سچین کا بھی گزر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کے علاوہ اور کسی کو بھی خدا نے نہیں پیدا کیا۔ وہ اپنی بد بختی کی بناء پر خود بخوبی پیدا ہو گئے ہیں۔“

”دیکھو..... حد ہوتی ہے۔“ مالک مکان پہلے سے بھی زیادہ پھر کر بولا۔ ”میں تمہارے باپ سے شکایت کروں گا..... سمجھیں۔“

”وہ بھی کر سچین ہیں۔ تمہارا بھی ساتھ دیں گے۔“
”چلی جاؤ یہاں سے۔“

دفتار فریدی اُن کی طرف مڑ کر مالک مکان نے بولا۔ ”میں یہی پسند کروں گا کہ آپ دیر تک بالکل خاموش رہیں۔“

مالک مکان نے بختی سے ہونٹ بھینچ لئے اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔ فریدی پھر کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

”تو آپ کو ان لوگوں سے ہمدردی تھی؟“ حمید نے پوچھا۔
”بڑی پیاری بڑی تھی، میں اس کے لئے مغموم ہوں۔ پتہ نہیں اچانک کیسے مر گئی۔ پچھلی شام تک میں نے اُسے برآمدے میں چیل قدمی کرتے دیکھا تھا۔ بالکل اچھی تھی۔ حتیٰ کہ چہرے سے تھکن بھی نہیں ظاہر ہوتی تھی۔ مجھے دیکھ کر سر ہلایا تھا اور بڑے دلکش انداز میں مسکراتی تھی۔“

”اور..... اور..... شوہر.....!“ حمید نے پوچھا۔

”اُس سے بہت کم ملنے کا اتفاق ہوتا تھا۔ ٹریولنگ ایجنت تھا کسی تجارتی کمپنی کا۔ بڑی زیادہ تر تمہارہ تھی۔“

”بالکل تھا.....؟“

”نہیں ایک بوڑھا ملازم بھی تھا۔“

”میا وہ بھی جنازے میں شریک تھا۔“

”جی ہاں..... وہی پانچوں تو لے گئے تھے۔“

”بیویہ تین کہاں سے آئے تھے۔“

”پتہ نہیں..... میں نے انہیں پہلی بار دیکھا تھا۔ اُوہ آپ تو اس طرح پوچھ رہے ہیں جسے اُن کے شناسا بھی نہ ہوں..... پھر..... یہاں..... کیوں؟“

”اوہ..... دراصل..... ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ وہ خود کو عیسائی ظاہر کر کے یہاں کیوں آبے تھے۔“

”اس لئے کہ ہر آدمی کو حق حاصل ہے۔ خدا کی بنائی ہوئی زمین پر جہاں چاہے رہے۔“
اس کی آواز جوش کی شدت سے کانپ رہی تھی۔ ”اس عمارت کا چونا گارا اسٹش وغیرہ کوئی کر سچین اپنی ماں کے پیٹ سے ساتھ نہیں لایا تھا۔“

”دیکھو.....!“ مالک مکان نے پھر کچھ کہنا چاہا۔

”پلیز.....!“ فریدی نے ہاتھ اٹھا کر اسے مزید کچھ کہنے سے باز رکھا۔
لڑکی کہتی رہی۔ ”وہ یہاں رہنا چاہتے تھے۔ انہیں یہ بستی پسند تھی، لہذا انہیں یہاں قیام کرنے کے سلسلے میں تھوڑا سا فراڈ بھی کرنا پڑا۔ میں پوچھتی ہوں آخر ان کے یہاں قیام کرنے سے عیسائیت یا عیسائیوں کو کیا نقصان پہنچا۔ کوئی بتائے مجھے۔ یا کب وہ عیسائیوں سے الگ معلوم ہونے تھے۔ اگر گھر میں ایک موت نہ ہو جاتی تو قیامت تک کسی کو اُن کی اصلیت کا پتہ نہ چل سکتا۔..... یا خدا اب تو عیسائیوں کے دم لگا کر پیدا کیا کرتا کہ وہ آسانی سے پہنچانے جائیں۔“

”خاموش رہو۔“ مالک مکان مٹھیاں بھینچ کر چینا۔

”آپ ذرا میرے ساتھ آئیے۔“ فریدی اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر برآمدے کے زینوں کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

حمدید اور وہ بڑی انہیں کار کی طرف جاتے دیکھتے رہے۔

”تمہاری گاڑی بڑی شاندار ہے۔“ بڑی کی نے کہا۔

”ایر کنڈیشن لنگن.....!“ حمید کے لبھ میں لاپرواں تھی۔

”تم لوگ کون ہو؟“

”ہمیں سوسائٹی کے دفتر سے اس کام پر معین کیا گیا ہے۔“

”کس کام پر۔“

”یہ معلوم کریں کہ وہ فراڈ کر کے یہاں کیوں آبے تھے۔“

”صورت سے ذہن آدمی معلوم ہوتے ہو اور کہچیں بھی نہیں معلوم ہوتے۔“

”ہاں تو..... مر بنے والی کا شوہر..... کیا اس کے متعلق کچھ نہ بتاؤ گی۔ صورت شکل سے مراد ہے میری۔“

”خوبصورت تھا۔“ وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ ”اپنی بیوی کی طرح تو نہیں لیکن بہر حال وجہہ تھا۔ پچیس اور تیس کے درمیان سمجھ لو۔“

”کوئی خاص پہچان.....!“

”نہیں کوئی ایسی نمایاں خصوصیت تو نہیں تھی..... متوسط قد تھا..... جسامت معمولی تھی۔ البتہ خوش لباس اور جامہ زیب تھا۔ اس خصوصیت کی بناء پر لڑکیاں ضرور اس کی طرف متوجہ ہو سکتی تھیں۔“

”اور ملازم.....!“

”بوڑھا اور صورت حرام تھا۔ خاموشی سے بھی دیکھتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا جیسے کائیں دوڑے گا۔“

”اس کی کوئی نمایاں خصوصیت پر۔“

”یہی سب سے بڑی نمایاں خصوصیت تھی شکل دیکھ کر کٹکھنے کے کا تصور ذہن میں ابھرتا تھا۔“

”تو وہ لڑکی پسند تھی آپ کو.....؟“

”بہت..... مجھے بہت اچھی لگتی تھی..... لیکن اس سے مل بیٹھنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا۔ بس ہم شناساؤں کی طرح ایک دوسرے کو دیکھ کر ہر ہلاتے تھے۔ مجھے اس کی

مکر اہٹ بہت اچھی لگتی تھی۔“

”اکثر ملنے جلنے والے بھی آتے ہوں گے۔“

”میں نے ایک کے علاوہ اور کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ اکثر رات کو آتا تھا اور وہ اُس کی لمبی گاڑی میں بیٹھ کر کہیں جاتی تھی۔“

”اُس ملنے والے کا حلیہ۔“

”حلیہ کیا بیان کروں..... میرا خیال ہے کہ میں اسے پہچانتی ہوں۔“

”یعنی..... کون تھا۔“

”وزارت خارجہ کا کوئی بڑا آفیسر.....!“

”کیا.....؟“

”میرا خیال ہے میں نے کہیں اُس کی تصویر بھی دیکھی تھی۔ عہدہ یاد نہیں رہا۔ اُس کی گاڑی کی نمبر پلیٹ پر مشری آف فارن افیسرس بھی تحریر تھا۔“

”اوہ تو آپ اس کی ٹوہ میں بھی رہتی تھیں؟“

”اُسے دیکھ کر ایک خواہش پیدا ہوتی تھی دل میں۔“

”کیسی خواہش.....!“

”یہی کہ..... کاش خدا نے مجھے مرد بنا لیا ہوتا۔“

”اسی لئے آپ اس کی ٹوہ میں رہتی تھیں۔“

دفعہ سڑک کی طرف سے ایک غرأتی ہوئی آواز آئی۔ ”جو لو۔“

اور وہ بوکھلا کر مڑی۔ حمید بھی دیکھنے کے لئے مڑا تھا۔

ایک قد آور اور لگنی موچھوں والا آدمی لڑکی کو گھور رہا تھا۔

”اوہ..... ڈیڈی.....!“ وہ مردہ سی آواز میں بولی۔

”تم یہاں کیا کر رہی ہو۔“

”لک..... کچھ نہیں..... بس یونہی.....!“ وہ تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

حمدی نے دونوں کو وہاں سے جاتے دیکھا۔ پھر وہ قریب عی کی ایک عمارت میں

جید وہاں سے ہٹ کر پھر سڑک پر آگئے۔ سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا پاہنچے کیا اس پاکے لوگوں سے پوچھ چکے کہ ضروری ہے؟ لیکن کیا پوچھ چکی جائے؟ ادھ نیک..... اس کار کے پارے میں جس کا تذکرہ لوئی نے کیا تھا؟ لیکن ضروری نہیں کہ وہ حق یعنی بول رعنی ہو۔ جید پھر مالک مکان کی طرف پلان۔

"ایک بات.....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "کیا یہاں بھی آپ نے کوئی ایسی کار بھی دیکھی ہے جس کے نمر پلٹ پر نظری آف فارن انٹر ز لکھا رہا ہو۔"

"اکثر دکھائی دیتی تھی....." مالک مکان نے اکٹے ہوئے لہجے میں اپر والی سے کہا "کیا وہ کوئی بہت ویسہ آدمی تھا؟"

"اُرے بھی صاحب ہوتے تھے اُس پر.....!"

"کون بھی.....؟"

"ممکن ہے آپ نہ جانتے ہوں..... وہ تو بہت مشور آدمی ہے۔ بہت سو شل، لیکن میں نہیں جانتا کہ ان کا عہدہ کیا ہے۔"

"کار خود رائج کرتا تھا۔"

"میرا خیال ہے کہ خود یعنی ڈرائیور کرتے تھے۔"

"لڑکی اس کے ساتھ باہر بھی جاتی تھی۔" جید نے پوچھا

اس نے فوراً یعنی جواب نہیں دیا۔ تھوڑی دیر تک پچھے سوچتا رہا پھر بولا۔ "ویکھے جتاب میں دل کا مر یعنی ہوں۔ آج بہت زیادہ ذاتی جھٹکے لگے ہیں۔ براو کرم یہ بتا دیجئے کہ آپ کا مغلکہ اپاٹک اس طرف کیسے متوجہ ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ خود کو عیسائی ظاہر کر کے کوئی مکان کرایہ پر حاصل کر لیا۔ ایسا براجم نہیں ہے جس کے بنے مغلکہ سراغ رسائی کو حركت میں آتا ہے۔"

"آپ کو یہ سوال میرے چیف سے کرنا چاہئے تھا۔"

"آپ یعنی کرم کیجئے میرے حال پر درست مجھ پر دل کا دورہ بھی پڑ سکا ہے۔"

"مجھے افسوس ہے اپنی لا علی پر۔"

"آپ نہیں جانتے۔"

"قطی نہیں۔ ہم چیزے لوگ تو سرف احکامات کے پابند ہوتے ہیں۔"

"اُوہ.....!"

پھر وہ کچھ اور بھی کہنے والا تھا کہ جید تجزی سے دوسری طرف مزگیں چرچ روڑ کے پول یعنی جانا تھا کیونکہ دور دور سک کوئی ٹھیک نہیں دکھائی دیتی تھی۔

وہ سوچ رہا تھا کہ قارن آفس کے کسی ایسے بھی کاپڑے لگادا شوارہ ہو گا جو بہت سو شل فی الحال اتنی یعنی معلومات کافی ہیں یہاں سر کھپانے سے کیا فائدہ۔

اچھی طرح اندر میرا بھیل گیا تھا اور سڑک کے کنارے لگے ہوئے الیٹرک پولس کے نفع جملگا نے لگے تھے۔

وہ آپست آہست چلا ہوا چرچ روڑ کی طرف جانا تھا کہ اپاٹک بائیں جانب ایک اسکوڑ رکی اور بلکے سے قیقہ کی آواز آئی۔ آواز جانی بیجانی تھی۔ اس لئے بے سانتہ مڑنا پڑا۔ جو بیوی اور کٹر مخفیگانہ انداز میں بنس رعنی تھی۔ لیکن جید کو اتنا ہوش کہاں تھا کہ کسی کے رویے پر دھیان دیتے۔ وہ اس کے سامنے میں ڈھٹے ہوئے جسم کو دیکھا رہا گیا۔ سیاہ جیمن اور بھلیکی زرد شرٹ میں گویا قیامت سامنے آکھڑی ہوئی تھی۔

"آؤ..... کہاں جانا چاہئے ہو..... میں پہنچا دوں۔" اس نے بڑے بے تکلفی سے کہا

"حت..... تم پہنچا دو گی۔"

"ہاں آؤ جلدی کرو۔"

"صحیح کے اخبارات خوب فروخت ہوں گے۔"

"میا مطلب.....!"

"میں نے ابھی تک اس شہر میں اسکی کوئی پدعت نہیں دیکھی۔"

"جلدی سے سات صاف کہو..... کیا کہا جاہے ہو۔"

"تم پہنچے مجھوں گی..... میں چلاوں گا۔"

"کیوں.....؟"

"لوگ کہنے گے کہاں معمول شہریا بوانے فریض ہے کہ خود پہچے بیٹھا ہوا ہے۔"
"اب تو تمہیں پہچے ہی بیٹھا پڑے گا۔"

"کوئی زبردستی ہے..... میں بیدل جاؤں گا۔"

"زحمت میں پڑو گے..... اگر میرا کہتا ہے۔"

"میں کرو گی تم.....!"

"وہی پرانا جرب..... شور پھاتا شروع کر دوں گی۔ لوگ اکٹھا ہو جائیں گے۔"

حید تھوڑی دریک خاموش رہا پھر تھندی ناسیں لے کر بولا۔ "آجھی بات ہے.....
لیکن.....!"

لیکن جملہ "لیکن" سے آگے نہ پڑھ سکا۔

حید کو اس محظک خیزی پر بُنی آری تھی۔ لوگ انہیں آنکھیں پھلا پھلا کر دیکھ رہے
تھے اور اسکوڑ بر قرقانی سے اجادہ تھا۔

"قلعی خاموش تھا دیکھنا چاہتا تھا کہ لوگی اسے کہاں لے جاتی ہے۔ لے کہاں جاتی۔
وہ نہیں بے مقصد شہر کی مختلف سڑکوں پر لے پھر رہی تھی۔"

پھر دیر بعد حید نے محسوس کیا کہ وہ جمع تماش بن کر رہے گے ہیں۔ کی جگہ تو آوارہ تم
پکے لوگوں نے آوازے بھی نہیں تھے لیکن وہاں طرح ڈھیٹ ہا بیٹھا رہا۔

آخر ایک جگہ وہ اسکوڑ روک کر جلائے ہوئے بھی میں بولی۔ "اے..... کیا پڑوں
مفت ملتا ہے۔ مجھے تم بتاتے کیوں نہیں کہ کہاں جانا ہے۔"

"تاریخ.....!" حید نے سمجھی گئی سے جواب دیا۔ "پڑوں اور ڈالوائے لیتے ہیں۔"

"دمغ تو نہیں خراب ہو گیا۔ میں تمہیں تاریخ لے جاؤں گی۔"

"آجھا تو پھر میں تمہیں لے جاؤں گا۔"

"از رو نہیں۔"

"ہرگز نہیں..... بہاں تم شوق سے شور پا سکتی ہو۔ بھیڑ تو پہلے ہی لگ گئی ہے۔"

حقیقتاً دس بارہ آدمی ان سے تھوڑے ہی قاطلے پر رک کر انہیں گھوڑے جادہ ہے تھے
جوں تھندی پر گئی اور آہست سے بولی۔ "آخر تم پا جائے کیا ہو۔"
"تاریخ لے جانا چاہتا ہوں۔"

"مجھے دس بیج سے پہلے گھر پہنچا ہے۔ ذیندی دس بیج کے بعد مجھے گھر سے باہر نہیں
رہنے دیتے۔"

"آجھا چلو..... دس بیج ہی تک کے لئے۔"

جوں نے تھندی سانس لی اور اسے انکی نکروں سے دیکھا ہے اپنی صافت پر اب پہلائی
محسوں کر رہی ہو۔ پھر اس کی پیشانی پر چند تکنیں نسودار ہو کیں اور وہ گھر کر رہی۔ "ایک
تمہارے بھوٹ میں آئی ہے۔ اس طرح ہم پوری رات گھر سے باہر گذار تکنیں کے۔ تمہاری آواز
میرے غالے زدا بھائی گیسر سے بہت مشابہ ہے۔ تم ذیندی سے فون پر کہہ دو کہ میں نے جوں کو
روک لیا ہے..... وہ صحیح آئے گی۔"

حید کی باچھیں کھل گئیں..... جلدی سے بولا۔ "باتاو..... بتاؤ..... بتاؤ..... نمبر
 بتاؤ..... وہ سامنے ہی تھے۔ نہیں قون بو تھے..... ابھی کال کر کے آیا۔"

"زیادہ بات نہ کرتا۔"
"میں سمجھتا ہوں..... نمبر بتاؤ۔"
"سیون فائیو ڈیل وان سیون سکس..... بھولنا نہیں..... تمہارا نام گیسر ہے اور
میں نے جوں کو روک لیا ہے۔"
"سمجھ گیا۔"

حید اسکوڑ سے اتر کر نہیں فون بو تھکی طرف بچھتا۔ بو تھک اتفاق سے خالی ہی ملا۔ دروازہ
بند کر کے فون میں سکہ ڈالا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"بری طرف سے دہاڑتی ہوئی سی آواز آئی۔ "بلو.....!?"

"نم..... میں گیسر بول رہا ہوں۔"

"گیسر.....!?" دہاڑ کچھ اور دزفی ہو گئی۔ "سور کے پیچے اتم بذا نہیں آؤ گے۔"

حید نے بوکھلا کر صرف سلسلہ منقطع کر دیا بلکہ جوں و کمز کو ایک گندی سی کالی بھی دی۔ فوری طور پر خیال آیا تھا کہ وہ اسے یہ تو قوف بنا گئی اور حقیقت بھی بھی تھی۔ بو تھے باہر نکل کر دیکھا تو اسکو زکا کہلی پڑت تھا۔

وہ دوست پیتا ہوا پھر بو تھے کی طرف مڑا۔

وی غیر پھر ڈالکل کے۔ وہاڑ پھر سنائی دی اور حید نے کسی صورت کی سی آواز میں کہد "میں جوں ہوں۔"

"تم کہاں ہو۔"

"گیپر کے ساتھ۔"

"کیا.....؟ تمہارا دلخواہ تو نہیں خراب ہو گی۔"

"ڈیڈی..... یہ قلم ہے۔"

"ڈیڈی کی بیگی..... اب میں تجھے ماروں گا۔"

حید ماذ تھے پیسی میں کھانے نکال مقصود یہ تھا کہ دوبارہ بولنے پر آواز کچھ بھرا آئی ہوئی کی ہو تاکہ دوسری طرف سے بولنے والا کسی قسم کے شے میں نہ بجا ہو سکے۔ لیکن دوسری طرف سے فوراً ہی آواز آئی۔ "تم کھانس رہی ہو..... تو اس حرامزادے نے بالآخر جھیں بھی چس پینا سکھا ہی دیا۔ آج تمہاری خیریت نہیں، فوراً اپس آؤ۔"

"ڈیڈی.....!"

"واپس آؤ.....!"

"اچھا....." حید نے مردہ سی آواز میں کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

اس بارہ بو تھے سے باہر نکلا تو ایسا خوش و خرم نظر آرہا تھا جیسے اچانک کسی خوشخبری نے دل کی کلی کھلا دی ہو۔

لیکن میں بینے کر گرداہیں آیا۔ فریدی لاہوری میں کسی چارٹ پر جھکا ہوا ملا۔

قبل اس کے کہ وہ کچھ پوچھتا ہی میں خود ہی اپنی کار گزاریوں کا راگ الپا شروع کر دیا۔ لیکن کہانی کا وہ حصہ صاف اڑا گیا جس میں جوں و کمز اپنے سکونت سیت واپس ہوئی تھی۔

"بھنی.....!" فریدی کچھ سوچتا ہوا زیر لب بڑا لیا۔ تھوڑی دیر خاموش رہا پھر بولا۔ میں ایسے ایک بھنی کو جانتا ہوں جو بہت سو شل تھا..... شفافی تحریکوں میں حصہ لیتا رہتا تھا..... لیکن.....!

"لیکن کیا.....؟" حید نے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔" اُس نے کہا اور اُس میز کی طرف بڑھا جس پر فون رکھا ہوا تھا۔ کسی کے نہر ڈال کر کے ماذ تھے نہیں میں بولا۔ "مشتری آف فارن افیٹرز کے سڑ بھنی کی ایکس آر ی تصویر چاہئے۔ ہاں میں گھر سے بول رہا ہوں..... ہوں نمیک ہے..... بیس منٹ کافی ہوں گے۔"

سلسلہ منقطع کر کے وہ حید کی طرف مڑا۔ آنکھیں گھری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

"اس مکان کی خلاشی کا کیا نتیجہ نکلا؟" حید نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں..... انہوں نے کوئی خان نہیں چھوڑا۔"

"لاش کے سر ہتھیلوں اور بیٹوں کے متعلق کیا خیال ہے؟"

"وہ کسی سوت کیس میں بے آسانی لے جائے جا سکے ہوں گے۔"

"ای طرح لاش بھی نمکانے لگائی جاسکتی تھی، اس گھر اگ کی سی ضرورت تھی۔ اس طرح تو کسی کو کافیوں کا ان خبر نہ ہوتی۔"

"اس طرح لے جانے کے لئے لاش کے بھی عکرے کرنے پڑتے۔"

"پھر بھی یہ حماقت..... میری سمجھ میں تو نہیں آری۔" حید نے پاپ میں تربا کو بھرتے ہوئے کہا۔ لاش کو مکان ہی میں چھوڑ کر لاپتہ ہو سکتے تھے۔ آخر اس طرح شادی عام پر ادا نے کیا مقصد ہو سکتا ہے؟"

"فی الحال صرف بھنی ایک الجھاؤ ہے۔" فریدی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پر ٹھکر انداز میں کہا۔

"خیر ہو گا۔" حید نے لاپرواں سے شانوں کو جبھش دی۔ "آپ اتنی جلدی نمیک اُسی جگ کے جانپنے تھے۔"

پانچی آدمیوں کا ہوتا یہ بھی ثابت کرتا تھا کہ کاسنگ کے لئے اس نے کوئی لبا
پانٹ نہیں ملے کیا۔ ورنہ کتنے ہی مسلمان را گیراں کے ساتھ ہوتے۔

حید نے طویل سافس لی اور فریدی کی طرف دیکھنے لگا۔
”کیوں.....؟ کیا سوچ رہے ہو۔“ فریدی سکراید۔

”بھی کہ میں دیہ دو اونت اپنا کار گزار نہیں بننا پاہتا۔“

”کیونکہ کار گزاری کا تعطیل اس سے ہے۔“ فریدی نے کھنڈ پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔
”ہو گا.....!“ حید نے لاپرواں سے شانے جھکائے۔ ”کار گزار گدھوں پر ہمارہ
گدھوں کا بوجہ بھی لا دیا جاتا ہے۔“

”ہوں..... تو تم اس نے بھن رہے ہو کہ میں اطلاع ملتے ہی خود کیوں دوڑ پڑا تھا۔“
حید کچھ نہ ہولا۔ اتنے میں فون کی سمجھنی بھی..... فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا
اور ماڑ تھجھی میں ہولا۔ ”بلو..... بیاں..... بیاں..... میک ہے..... میں چرچ روڑ
کے کراسنگ پر ٹھکر رہوں گا۔“

رسیور رکھ کر وہ حید کی طرف مزد

”شاید ہمیں پھر دیہیں جانا پڑے۔“ اس نے کہا۔

”ضرور تشریف لے جائے۔“ حید کا الجھ بے حد سعادت مندانہ تھا۔

”اوه تو تم اس سے یہ بھی نہیں معلوم کرنا پاہتے کہ وہ جھیں اس طرح کیوں چھوڑ
بھاگی تھی۔“

”کیا مطلب.....!“ حید کے لجھ میں تکنی بھی تھی اور جبرت بھی۔

”میں جو لوکنگ کی یہاں کر رہا تھا۔“

”لخت ہے میری زندگی پر.....!“ حید پر ٹھکر کر ہولا۔

”خلافت سمجھو..... وہ محض ایک اتفاق تھا کہ کسی نے جھیں دیکھ لیا، خاص طور پر کسی
کو اس کے لئے بہادت نہیں دی گئی تھی..... چلو.....“ فریدی اسے دروازے کی طرف
دھکیا۔ ہوا ہولا۔

”سامنے کی بات تھی۔“
”لہنی.....!“

”خود ہی ذہن پر زور دو۔“ فریدی نے ٹھک لجھ میں کہا۔

”کیا ضرورت ہے۔“ حید نے لاپرواں سے کہا اور پاپ سلانے لگا۔
یہ جملہ اوکر تے وقت جہازے کا خیال آیا۔ پھر نہ ہی نظر نظرے جہازے کو پاپیں
قدم پہنچانے کی تاکید یاد آئی اور پھر تو ذہن فراہم ہونے لگا۔

ذراعی کی دیر میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ فریدی اتنی بلدی میک اسی جگہ کیسے جا پہنچا
تحاچاں سے جہازہ اٹھایا گیا تھا۔

”وہ یہ بھی جانتا تھا کہ تھی۔ سی۔ ایچ سوسائٹی میں کوئی غیر عیسائی نہیں رہتا۔ اس کا بھی علم
تحاکر مکانات کرایہ پر حاصل کرنے کے لئے مالک کی بجائے سب سے پہلے سوسائٹی کے دفتر
سے رابط قائم کرنا پڑتا ہے۔ دہاں سے مکمل کریے جواب تو نہیں ملا کہ کسی غیر عیسائی کو مکان
کرایہ پر نہیں دیا جاسکا بلکہ خواہشند کے ہام سے مذہب کا اندازہ کر کے اُسے کسی جیلے سے ہاں
بیا جاتا ہے۔“

فریدی نے اس نیک دل آدمی سے خاص طور پر پوچھا تھا کہ اس جہازے پر اس کی پہلی
نظر کہاں پڑی تھی۔ مقام کے قصین پر بار بار زور دے رہا تھا۔ بہر حال یہ معلوم کر لینے کے بعد
کہ اس نے وہ جہازہ چرچ روڑ کے کراسنگ پر دیکھا تھا جائے واردات کا پاؤ لگایا تھیتاً مشکل ہام
نہیں تھا۔ اس جگہ اسے جہازے کے ساتھ صرف پانچ آدمی نظر آئے تھے اس کا مطلب یہ تھا
کہ جہازہ کسی قریبی عی بستی سے روشنہ ہوا ہوگا اور وہ بستی بھی ایسی ہی ہو سکتی تھی جہاں
دوسرے مذاہب کے لوگ آباد رہے ہوں۔ ورنہ جہازے کے ساتھ صرف پانچ عی آدمی نہ
ہوتے ایسے موقع پر ہر مسلمان کو جہازے کو نچالیں قدم پہنچانے کا فرض یقینی طور پر یاد آتا
ہے چاہے وہ کتنا ہی آزاد خیال کیوں نہ ہو۔ لہذا یہ بات ملے پائی کہ وہ کسی ایسی بستی سے روک
ہوا ہو گا جہاں مسلمان آباد رہے ہوں۔ شہر میں تھی۔ سی۔ ایچ سوسائٹی کے علاوہ اور ایسی کوئی
بستی نہیں تھی۔ چرچ روڑ کے کراسنگ سے قریب بھی تھی..... جہازے کے ساتھ صرف

اب وہ پھر چڑھ دے کر اسکی کی طرف چاہے تھے۔
ایک جگہ فریدی نے گاڑی روکی..... بائیں جانب والے فٹ پاتھ سے ایک آدمی
گاڑی کی طرف آیا اور فریدی کو زور در گل کا ایک لفاذ دے کر آگے بڑھ گیا
گاڑی پھر چل پڑی۔

کچھ دیر بعد حید کی داشت میں وہ پھر مالک مکان کو بور کر رہے تھے۔
فریدی نے جیب سے وہی زرد لفاذ کٹا لے جو اسے راستے میں کسی نے دیا تھا..... اور
لفاذ سے ایک تصویر برآمد ہوئی۔

”ڈرائیکٹر.....“ فریدی نے اسے مالک مکان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔
”یا آپ نے اسی بھنی کامنڈ کر دیا تھا.....؟“

مالک مکان نے اس پر اچھتی سی نظر ڈال کر کہا۔ ”می ہاں..... می ہاں۔“

”آپ نے اسے آخری بار یہاں کب دیکھا تھا۔“

”یہ تو کل رات بھی آئے تھے ان لوگوں کے پاس۔“

”عورت کا شہر بھی موجود تھا.....؟“

”می ہاں..... کل وہ بھی کہنی باہر عی سے آیا تھا۔“

”اچھا شکریہ.....!“ فریدی اس سے تصویر لے کر جیب میں رکھتا ہوا بولا۔ ”زیر
تکلیف دی کی معافی چاہتا ہوں۔“

”خدا را بتا دیجئے کیا پچکر ہے۔ میں دل کا مریض ہوں۔“ مالک مکان نے کھکھایا کر کہا۔
”اوہ غریب نہ کہجئے۔ آپ کے لئے کوئی پریشان کن بات نہیں ہو سکتی۔“ فریدی اس کا شد
تمک کر بولा۔

”واپسی پر حید نے جویں وکٹر کے مکان پر اچھتی سی نظر ڈالی۔ کسی کھڑکی میں بھی روشنی
دکھائی دی۔“

”دوسری طرف فریدی کہہ رہا تھا۔“ اور یہ بھنی پچھلے سال ایک حادثے کا دھکا ہوا کہ
مرچکا ہے۔“

”واپس آؤ.....!“

”مرچکا ہو گا..... لیکن میری نیندیں حرام کرنے کے لئے اسے دوبارہ پیدا ہوتا ہے۔“
”جید نے جلد بنتے بجھے میں کہا۔

غیر معمولی کھوپڑی

فریدی کچھ نہ بولا۔ کار تیز رفتاری سے شہر کی سڑکوں پر دوڑتی رہی۔ پھر حید
اوٹھنے لگا۔

پھر کہیں گاڑی رکی تھی اور فریدی نے اسے جھنجوڑ کر ہوشیار کیا تھا۔
”تھن جاگ رہا ہوں۔“ وہ چلا کھانے والے بجھے میں بولا۔ ان دونوں نے جانے کیوں اس
کے ذہن میں چلا ہٹ طاری رہتی تھی۔ کبھی کبھی موڑ اچھا بھی ہوتا لیکن زیادہ تر
ہٹوٹھلوار اثرات عیذہ نہ پر پچھائے رہے۔

”اڑو.....!“ فریدی نے اسے دوسری جانب کے دروازے کی طرف دھکیتے ہوئے
کہا۔

حید اپنی جگہ سے بٹا بھی خیس۔ دیے دے اپنے شم غنوہ دہن پر قابو پانے کی کوشش
کر رہا تھا۔ ساتھ ہی یہ بھی سوچ رہا تھا کہ بسور کر کام کرنے سے تھکن کا احساس بڑھ جاتا
ہے پھر کچوں نہ بھی خوشی جنم میں بھی چلا گاںگ لگادی جائے۔

لبذا اس نے گاڑی سے چلا گاںگ لگائی اور سامنے والی عمارت کے چھانک میں گھٹا چلا گا۔
”کہاں چاہے ہو.....!“ فریدی غریبا۔

حید بالکل کسی فلمی میڑے کے سے انداز میں مڑا اور اس طرح پلکیں بھپنے لگا جیسے
کسی غیر ملکی زبان میں کہی ہوئی بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"بہت بہتر جناب۔" وہ گاڑی کا چکر کاٹ کر فریدی کے قریب پہنچتا ہوا بولا۔

"سونمے ہوئے مود میں نظر آ رہے ہو۔" فریدی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا سکریل۔
"قطی.....!"

"تب تو میں نے بدلتی اپنی اسکم..... اوہر دیکھو..... شانستہ اس کمزی
میں..... وہ آدمی بیٹھا ہوا ہے۔"

جید نے مز کر دیکھا..... کھڑکی سے کسی کا سر نظر آ رہا تھا۔ چہرہ دوسری طرف تھا۔
پھر فریدی کی طرف مزد

فریدی بولا۔ "تم کھڑکی کے قریب جا کر اسے اپنی طرف متوجہ کرو گے اور اسے ایک
گندی سی گالی دے کر جیزی سے گاڑی کی طرف پہنچ آؤ گے۔"

"جی.....!" جید کی آنکھیں بھی "جی" کی طواں کے ساتھ ہی چھلتی چلی گئیں۔

"جلدی کرو.....!" فریدی اس کے شانستہ پرہاتھ مار کر بولا۔

"م..... مطلب یہ کہ.....!"
"چلو.....!"

جید خندی سانس لے کر پھاٹک کی طرف پہنچا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ
فریدی کیا کرتا پاہتا ہے۔

وہ طوعاً و کہا کھڑکی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

قریب پہنچ کر چوکھ کے نچلے حصے پرہاتھ رکھے اور بیجوں بکے مل کچھ اور اوپر اٹھنے کا
ارادہ کر رہا تھا کہ کوئی خندی یا چیز گدی سے آگئی۔ ساتھ یہ بھی محسوس ہوا یعنی فریدی کی
گاڑی کا انجمن اتنا لاث ہوا ہو اور وہ آگے بھی بڑھ گئی ہو۔

ایک گندی سی گالی جید نے خود اپنی ذات سے منسوب کرتے ہوئے چپ پاپ دونوں
ہاتھ اٹھادیے۔ کوئی گدی لاسے چپک جانے والی خندی چیز کسی ریو الور کی نال ہی ہو سکتی تھی۔
"بائیں طرف مزد.....!" کسی نے آہت سے ٹکمانڈ لجھ میں کہا۔

مزتا عی پڑا۔ لیکن وہ خوفزدہ نہیں تھا۔ ہوتا بھی کیسے..... فریدی کے اس روایت پر
خسد جو آگی تھا اور یہ خسد اتنا شدید تھا کہ اس پر مرگ ناگہاں کا خوف بھی غالب نہ آ سکا۔
پھر جھوک دیا..... اخبار کر جنم ہیں۔ وادرے قربانی کے بکرے، وہ سوچتا اور نامعلوم
آدمی کی پڑیات کے مطابق چلتا رہا۔

برآمدے سے گذر کر وہ ایک راہداری میں داخل ہوئے۔ زیادہ دور نہیں چلانا پڑا۔
اب وہ آدمی کر رے میں داخل ہو رہے تھے جہاں کھڑکی کے قریب جید نے کسی کا سر دیکھا تھا۔
وہ اب بھی کھڑکی کے قریب ہی ایک کری پ نظر آیا۔ اور اب اس کا چہرہ بھی
دیکھا جاسکتا تھا۔

پچاس بیچن سال کا ایک صحت مند آدمی تھا۔ لیکن سر کی بناوٹ غیر معمولی تھی۔ اسی
جاہ پر جید کو سوچی بھی خوب..... آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس آدمی کو دیکھنے لگی۔
اُس نے بے حد پر سکون لجھے میں پوچھا۔ "یہ کون ہے۔"

جید کو یہاں تک لانے والے نے پشت سے جواب دیا۔ "یہ ایک گاڑی سے اڑ کر پھاٹک
میں مکھ پڑا تھا..... کسی نے اسے آواز دی تھی۔" یہ پھر پلٹ گیا تھا۔ دونوں گاڑی کے قریب
کھڑے آہت آہت گنگلو گرتے رہے تھے۔ یہ پھر اندر آیا تھا اور کھڑکی میں جھانکنے کی کوشش
کرنے لگا تھا۔

"دوسرے اکہاں ہے۔" کھڑکی کے قریب پہنچنے ہوئے آدمی نے پوچھا۔
"وہ گاڑی میں بینچ کر نکل گیا۔"

"خدا گوارت کرے میرے اس شوق کو....." جید بھراں ہوئی آواز میں بڑھ لیا۔
وہ آدمی اُسے گھورنے لگا کچھ بولا نہیں۔

ریو الور کی نال جید کی گردن سے ہٹ پکی تھی۔ لیکن اسے استعمال کرنے والا اب بھی
اس کے پیچے موجود تھا۔

"لیکن تم انھیں زبرد سی یہاں کیوں لا رے۔" کھڑکی کے قریب پہنچنے ہوئے آدمی نے
دوسرے سے پوچھا۔

"اُن صاحب کا کوئی قصور نہیں جتاب۔" حید نے نہایت ادب سے کہا۔ "میں نے حرکت ہی ایسی کی تھی۔"

"یعنی.....!"

"بس کیا عرض کروں اپنے اس خط کے ہاتھوں بریاد ہوں۔"

"اس خط کا تذکرہ میرے لئے بھی دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔" وہ آدمی مسکرا کر بولا۔
"کام سر کی بناوٹ کا مطالعہ۔"

"کوہ..... تو آپ کو میری کھوپڑی دوری سے قابل توجہ نظر آئی تھی۔"

"یہی بات ہے..... میں فرانپنے ساتھی سے گازی روکنے کو کہا تھا اور اُسے پکھ جائے بغیر چھانک میں گھس پڑا تھا۔"

"لیکن ساتھی کیوں بجاگ گیا.....؟"

"ظاہر ہے مجھے اس طرح پکڑ لے جاتے دیکھ کر وہ کیسے رک سکتا تھا۔ دیے اُس بیچارے نے تو مجھے اس حرکت سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔"

"بہر حال اب آپ کو قریب سے مطالعہ کرنے کا موقع مل گیا۔" اس آدمی نے کہا اور دوسرے سے بولا۔ "تم جا سکتے ہو۔ کافی کے لئے کہتے جانا..... آپ تشریف رکھنے جا ب۔" حید شکریہ لا کر کے بینچے گیا۔

"قریب آجائیے۔" پر شفقت لجھے میں کہا گیا۔ "کریم کرکانے کی زحمت بھی آپ یہ کو کرنی پڑے گی۔"

"کوئی بات نہیں۔" حید اپنی کریم کے قریب کھکھلا لایا۔

لیکن وہ تمحیر انداز میں اس کے سر ہی کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

"اس ایکٹنگ پر میں جھیس سو میں سے پچانوے نمبر دے سکا ہوں کیپن حید۔" دفڑا اس آدمی نے بے حد خنک لجھے میں کہا۔

اُس کی زبان سے اپنا ہام سن کر حید سنانے میں آگیا۔ مگر قبل اس کے کرذہن کوئی دوسری قلبازی کھاتا ہو آدمی بولا۔ میں کرع افریدی کو اتنا گھلخیا آدمی نہیں سمجھتا تھا۔

"ہوہ..... تو کیا..... عجیب اتفاق ہے۔" حید نے سنجالا لینا چاہا لیکن حالت کا علم نہ یونے کی بنا پر کوئی ڈھنگ کی بات نہ سو بھی۔

"قطیعی نہیں۔" وہ آدمی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "کسی ختم کی معنابی کی ضرورت نہیں۔ اب اپنی کرپشن پر لیس ہی تھیں یہاں سے لے جائے گی۔"

"دیکھنے غلط نہ سمجھے۔ کرع اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں۔ یقین سمجھنے میں تو آپ کے ہاتھ اکٹ سے واقف نہیں۔"

وہ آدمی پکھ بولے بغیر حید کو اس طرح گھورتا رہا جیسے اُس کی کہی ہوئی بات کو تو نکل کر کوشا ہو۔

"میں یقین نہیں کر سکا۔" پکھ۔ یہ بعد اس نے کہا۔

"میں نہیں چانتا کہ آپ دونوں کے درمیان کیا ہے۔ لیکن اگر مجھے کرع ہی نے بھجا ہے تو اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے؟" حید بولا۔

"یہ بھی تھی ہتاوں گے۔"

حید کچھ کہنے والا تھا کہ کافی کی ٹرالی آگئی۔

عجیب پکھ ہے۔ اس نے سوچا۔ ابھی اپنی کرپشن پر لیس کی دھمکی دی تھی اور اس سے پہلے کافی منگوچا تھا۔

کافی کی ٹرالی اس کے قریب الگوی آگئی اور وہ اپنے لئے کافی ہانے لگا۔ اب حید نے دیکھا کہ کپ ایک ہی تھا۔ پکا سور معلوم ہوتا ہے۔ اس نے سوچا اور پھر اپنی اس خوش نہیں پر ہاؤ آتے لگا کہ اس نے رسمی اخلاق کا مظاہرہ کرتے کے لئے کافی طلب کی تھی۔

وہ خاموشی سے کافی کی چلکیاں لینا اور حید کو گھورتا رہا۔ اس کی تر پچاس سے تجاوز کر چکی تھی لیکن ہاتھ جگہ سے مجبوب معلوم ہوتا تھا۔ کھوپڑی اونچے کے چکلے کی طرح شفاف تھی۔ لیکن اس کی بناوٹ کی بنا پر ہزاروں میں پہنچانا جاسکتا تھا۔

کافی ختم کر کے اس نے پاپ سلکیا اس دوران میں حید پر سے ایک پل کے لئے بھی نظر نہیں ہٹائی تھی۔

"لیکی استقر افسد..... یہ خیر فقیر دوسرے بات پ کا واقع ہوا ہے..... دلی عی پر
ہوت کرتا ہے۔ سو ستر لینڈ غیرہ کون جھاگن پھرے۔"

"تم دونوں عی.....!"

"بیں جتاب..... ہوتی ہے اگر آپ نے میری شان میں کوئی ہر بیکر زبان سے ادا
زیلا تو....." حید جملہ پورا کئے بغیری کری سے اٹھ گیا۔

"کیا کرد گے تم.....!"

"کر گذر نے کے بعد ی خور کرتا ہوں کر کیا کر گذر۔"

"مجھے پہچانتے ہو.....؟" وہ آنکھیں نکال کر غریا۔

"یعنی بہتر ہے کہ نہیں پہچانتا درست ہو سکتا تھا کہ مردت آجائی۔"

"میں نیخل اسلی کامبر ہوں..... راخور..... ہام نہ ہے کبھی۔"

"نہیں.....!" حید نے کہا تو لیکن ہام سن کر نانے ہی میں آگئی تھا۔ مشبور لینڈوں
میں اس کا بیمار تھا۔ اگر تصویریں پچھا نتے کاشائق ہوتا تو حید نے یقیناً اسے پیچان لیا ہوتا۔ لیک
کے بڑے صفت کاروں میں سے بھی تھا۔

"ہوں.....!" وہ غریا۔ "خیر اب پیچان لو گے۔"

چھپن

یہ کس صیخت میں پھسادیا جاتا ہے..... حید کا سر پکرانے کے لئے اشارت لیئے
عی والا تھا کہ اپاک مزاح کی حس بھی بیدار ہو گئی اور اس نے بڑے پر جوش لجھے میں کہد
"مجھے خیر کرنا چاہئے اپنی اس صلاحیت پر۔"

"کس صلاحیت پر.....!" خیرے لجھے میں پوچھا گیا۔

حید نے بھی جیب سے تمباکو کی پاؤچ اور پاپٹ لٹا۔ پاپٹ میں تمباکو بھر گیا۔ "آپ کی صحبت بہت اچھی ہے لیکن آپ تمباکانی پی پی کر اسے جاہ کر لیں گے۔" "میں دشمنوں کو کافی جنگ آفر کر دے۔" اس نے نہ اسائز جا کر کہا۔

"آخر میں بھی تو سنوں کہ دشمنی کی فرمیت کیا ہے۔"

"چھپے سال سو ستر لینڈ میں ہمارا بھڑا اہو گیا تھا۔"

حید کو یاد آیا کہ فریدی چھپے سال صرف ایک بیخ کے لئے باہر گیا تھا لیکن آج پہلے
یکل یہ معلوم ہوا کہ اس نے وہ ایک بہت سو ستر لینڈ میں گزدا تھا۔ پھر جب اس نے بھی نہیں
 بتایا تھا کہ وہ گیا کہاں تھا تو اس ستر کی غرض و عابث کا علم حید کو کیسے ہوتا۔

"سو ستر لینڈ میںے بھٹکے مقام پر بھی بھڑا ہو سکتے ہیں۔" حید نے جرأت سے کہا۔

"وہ محاملہ بے حد گرم تھا۔" جواب ملا۔ لیکن کہنے کے اندر سے پہنچا دشوار تھا کہ یہ
بھڑا تھا کہا گیا ہے یا سمجھی گی۔

"شموداری کا مقابلہ؟" حید نے پوچھا۔

"تھی نہیں..... ایک لڑکی کا محاملہ تھا..... ایک باد سے وہ میرے ساتھ تھی اپاک
آپ آکو گے۔"

"یعنی کرع فریدی۔" حید اچھل پڑا۔

"کیوں..... تھیں جرأت کیوں ہے؟"

"چکھ نہیں..... یو نہی۔"

"وہ زہر ملی سی فہری کے ساتھ ہوا۔" میں سمجھتا ہوں یہاں اس کا ہر شامرا تھیر رہ جائے گا
اس بات پر..... پار سالی کے جنڈے گاڑ کئے ہیں ہیں ہیں۔"

"تو..... اس لڑکی کے لئے۔"

"ہاں..... اسے میرے ہت سے زبردستی اٹھائے گی تھا۔"

"قرب قیامت کی نکلنی.....!" حید بھٹکی سافن لے کر چلا۔

"تم نہیں تھے اس کے ساتھ۔"

پنٹ پر بھی نظر پڑی ہوتی..... تو..... اورے تو پر تو پر۔ "جید اپنا من پہنچنے لگا۔ تو پھر میں جسمیں ایغی کر پشون پولیس کے حوالے کروں۔"

"تی ہاں..... میں تو میکن چاہوں گا کہ ایسا نہ ہو۔"

"تو پھر جسمیں..... ایک تحریر دینی ہو گی۔"

"کسی تحریر.....!"

"تم اعتراف کرو گے کہ تمہارے ساتھ ایک لاکی تھی دونوں بہت زیادہ شراب پئے ہوئے تھے اور ٹوٹ گفتہ غافت کی ٹلاش میں میری کپاڈوں میں آگئے تھے۔ تم دونوں کو میرے لازمیں نے ناگفتہ ہے حالت میں پکڑا تھا۔"

"ناگفتہ ہے حالت میری سمجھ میں نہیں آئی۔" جید اپنی معمولی حرم کی کھوپڑی سبلاتا ہوا

بولا۔

"نکوس مت کرو۔"

"اجھی بات ہے..... پھر اس کے بعد کیا ہو گا۔"

"میں جسمیں جانے دوں گا۔"

"یعنی..... یعنی..... وہ تحریر.....!"

"میرے پاس رہے گی۔"

"کیا فائدہ ہو گا اس سے..... میں تو کہتا ہوں کہ آپ مجھے جانے دیجئے اس سے بھی زیادہ ناگفتہ ہے حالت لگھ کر بذریعہ ذاک آپ کے پاس بھیجوادوں گا۔"

"تم یوں نہیں ہو گے.....!" رامخور نے پھر فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"ٹھہریے..... ایک منٹ.....!"

"بکو..... جلدی سے۔"

"میں تحریر دے دوں گا..... کاغذ قلم منگوائیے۔"

اور پھر جید کو ایک ایسی تحریر دینی پڑی کہ سارے جسم سے خندان خندان اپسے چھوٹ پڑا۔ "بھی سوچ رہا تھا چھا ہے بھکتیں گے وہی حضرت جو مجھے کچھ بتائے بغیر جہاں چاہئے ہیں

"وہ کوئی معمولی کھوپڑی نہیں تھی ہے دیکھ کر میں بے قابو ہو گیا تھا۔"

"میرا فداق اڑاکہ ہے ہو.....!" وہ دہڑا

"تھرگز نہیں..... بلکہ اس قدر خوش ہوں کہ اچھا خیال کے لئے مناسب القائل نہیں۔ مل رہے..... اورے کاس سر کی بیانات..... میرے خدا کا شہ میں آپ کو دینا کے دوسرے بڑے آدمیوں کی کھوپڑیوں کے نمونے دکھا سکتا۔ میں نہیں کہہ سکا کہ آپ مستقبل قرب میں کیا ہونے والے ہیں۔ صدر مملکت..... نہیں..... یہ عہدہ تو صرف ملک ہی عکھدہ ہے..... لکھ لیجئے کہ آپ ایک بنی انصاری خصیت بننے والے ہیں۔"

رامخور نے ملی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا اور جید جلدی بولنے لگا۔ "میں یہاں سکھ باتا سکتا ہوں کہ آپ کن حادثات سے دوچار ہوں گے اور کس طرح گلو غلامی حاصل کر سکھیں گے..... اور یہ بھی بتا.....!"

ماڑ تھے پیس میں اس کی "بلو" کی دہڑا سن کر یہک خاموش ہو گیا۔ رامخور بھی تیزی سے بول رہا تھا۔ لیکن وہ شائد گھرا تھی میں کچھ کہہ رہا تھا اور جید کو گھرا تھی قلعی نہیں آتی تھی۔ لہذا وہ ایک خندی سانس لے کر رہا گی۔

رامخور ریسوار رکھ کر عنصیطے انداز میں اس کی طرف مڑا۔

"آپ میری باری ہے سمجھے۔"

"میری بھی ایک گذاش ہے..... وہ یہ کر..... پہنچنے..... ایک منٹ ٹھہریے..... بھے بات پوری کر لینے دیجئے..... ٹھہریے۔ ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ کر عل فریدی کا غصہ بھجے غریب پر کیوں اتنا دا چاہئے ہیں۔ میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں گا کہ کار میں میرے ساتھ وہ نہیں تھے۔"

"میں ابھتا چاہتا ہوں کر عل فریدی سے۔"

"مُر درا لجھے..... لیکن مجھے درمیان سے بہت جانے دیجئے۔"

"میں پوچھتا ہوں تم اس کپاڈوں میں بغیر اجازت کیوں داخل ہوئے تھے۔"

"کہہ تو رہا ہوں کہ بے اختیاری میں یہ حرکت سرزد ہو گئی تھی..... اگر پچائیک پر نہ

کون جانے کر آنے والے لمحات اسی قصے کو اور کتاب طول دے دیں۔
 قصہ؟ لیکن قصہ کیا تھا؟ بھنی کی تصویر کی مشاخت کے لئے وہ تی سی اچ سوسائٹی گئے
 تھے اور فریدی نے بتایا تھا کہ وہ تو عرصہ ہوا کسی حادثہ کا شکار ہو کر مر پڑا تھا۔ پھر یہ مسٹر بھنی
 جو سچھلی رات تک متغیر کے مقام میں دیکھا گیا تھا کون تھا۔ تی سی اچ سوسائٹی سے واپسی
 کے بعد حرکت.....؟ کیا مفہوم تھا اس کا.....؟

پھر اس کا ذہن صرف لفظ "مقصد" کی تکرار کرتا رہا۔

سرک پر ٹریک زیادہ نہیں تھا لوری یہ بدل چلے والا تو شائد تباہی تھا۔ دور دور سک کسی دوسرے آدمی کی یہ حیا میں بھی نہ دکھائی دیتی تھی۔

وھٹا ایک تیز رفتار گاڑی اس کے قریب سے گذر دی اور کچھ ہی دور جا کر اُس کے بریک
لے گئے۔ جھٹکے کے ساتھ رکی تھی اور پھر وہ رپورس گیر میں ڈالی گئی۔

دوسرے ہی لمحے میں حید کو بھی رک جانا پڑا کیونکہ وہ اس کے قریب ہی آگر پھر رک گئی تھی۔

”کپٹن حیدر...!“ اُنہر سے آواز آئی۔ ”گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔“

آوازِ رامنور کی تھی۔ حیدر کچھ نہ بولا۔ ساکت و صامت کھڑا رہا۔ گاڑی کے اندر رودھنی ہوئی۔ رامنور اسی پر گل تھاے: بیٹا اُسے گھوڑے جا رہا تھا۔

"مجھے افسوس ہے، تم بدل جاری سے تھے، جیاں کبھی پہنچا دوں۔" اُس نے کہا۔

"شکر..... میں چلا جاؤں گا....." حمید بختا کریم۔

"ہر قسم تو پڑے خوش مزاج مشہور ہو۔" رامنور نے محکم اڑانے والے انداز میں کہا۔

"صرف خوبصورت لڑکیوں کی حد تک۔"

"جیسے معلوم ہے۔ جیسے معلوم ہے۔" راہب نے قیمت لگایا۔ "آڈیٹ خواہ۔"

حمد نجیبی طرح بستانایو اتحا۔ اس نے سوچا..... چلو جیخود کیجا ہائے گا۔

اُس نے پھلی نشست کا دروازہ کھولنا چاہا لیکن رامبو نہیں نشست کا دروازہ کھوٹا ہوا
جو لالا۔ ”خوبیں ادھر ہی آؤ۔“

جھوک دیتے ہیں۔

راٹھور معمولی آدمی نہیں تھا۔ حید اچھی طرح جانتا تھا کہ ایسی کسی پتویش میں پرکر قادر ہارڈ اسٹوں کی پیشانی بھی چیزے بغیر نہ رہ سکی۔ راٹھور سے نگراو کا مطلب تھا برادری است حکومت سے نگراو۔

اے اچھی طرح یاد نہیں کہ وہ دہاں سے کس طرح رخصت ہوا تھا۔ ہوش تو بڑک پر
تکپنے کے بعد آیا تھا جب پینے سے بیکے ہوئے کپڑوں سے خندی ہوا کفرانی تھی۔
پہ نہیں وہ کس سمت جا رہا تھا۔ اپنے جو توں کی کھٹ کھٹ کے علاوہ اس وقت اور کچھ
نہیں سنائی دے رہا تھا۔ کتنی ہی خالی نیکیاں قریب سے گذر گئیں لیکن وہ اسی طرح چل رہا۔
انداز بالکل ایسے فلمی ہیرہ کا سماج تھا جو ہیرہ دن کو کھو دینے کے بعد اپنے کے پار چلا جاتا
ہتا ہے۔

اس سے مل بھی کئی بار فریدی نے اُسے آزمائشوں میں ڈالا تھا لیکن اس حادثے کی خوبیت علی الگ تھی۔

آخر اس حرکت کا مقصد کیا تھا..... لیکن فریدی کی وہ اسکیم کامیاب کہاں ہوئی تھی..... زبان پلانے سے پہلے ہی وہ دھرم لیا گیا تھا..... اگر کمالی دے کر بجا آئت تو کیا صورت ہوتی۔ یا وہی پچھا ہوا آدمی فائزہ کر دیتا جس نے اس کی گردان پر روپالور کی تال رکھ دی تھی اور پھر یہ رانہور..... سو ستر لینڈ میں کیا ہوا تھا۔ کیا حقیقتاً فریدی وہ ہے جو خود کو ظاہر کرتا ہے۔ کسی لاٹکی کے لئے بھجو؟! انہوں نی سی معلوم ہوتی ہے۔ حمید گو اچھی طرح یاد تھا کہ وہ پہلے سال ایک ہفتے کے لئے ملک سے باہر گیا تھا لیکن واپسی پر یہ بتانے سے گریز کر تارہ تھا کہ مدت اُس نے کہاں گذرا ہے۔

..... حید سوچتا رہا جھاہٹ بڑھتی رہی قدم تیزی سے اٹھتے رہے نرل کا تعین کے بغیر

کبھی کبھی قریب سے کوئی تیز رفتار گاڑی گزرا جاتی۔

بات کہاں سے شروع ہوئی تھی اور کہاں ختم ہوئی۔ مگر ختم کہاں ہوئی۔

جید نے بیٹھتے ہوئے دروازہ بند کیا اور رامنور نے سونچ دبا کر گازی کے اندر بھی روشنی کر دی۔

گازی چل رہی تھی اور جید بھیوں سے اُسے دیکھے جادا تھا۔ رامنور نے اپنے ہونڈ کنٹ سے بھینچ رکھ کر تھے۔ دھطاوس نے اپنے ہاتھ سے ایک جب کیا ہوا کافند اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہے.....؟"

"تمہارا اعتراف ہے۔"

"کیوں.....؟"

"ضھول ہے میرے لئے۔ میں یونکی جب چاہوں تم لوگوں سے پشت سکتا ہوں۔"

"آپ خواہ خواہ مجھے کیوں حکیم رہیں۔ آپ کا بھرا کر عل قریبی سے ہوا تھا۔ مجھ پر اس کی ذمہ داری نہیں ہے۔"

"ہاں ہاں..... پچھا اس خیال سے بھی۔ بہر حال تم اسے ضائع کر سکتے ہو۔"

جید نے کافند کی تہہ کھولی۔ "وہ تحریر تھی جو پچھا دی پہلے زبردستی اس سے مل گئی تھی۔

"نہیں.....!" وہ خندی سانس لے کر بولا۔ "میں اسے ضائع کرنے کی بجائے اپنی حفاظت کی یاد گار کے طور پر رکھوں گا۔"

"تمہاری مرضی.....!" رامنور نے لاپرواں سے کہا۔

جید نے اُسے بڑی احتیاط سے کوٹ کی اندر ورنی جیب میں رکھ لیا۔

گازی چلتی رہی۔ رفتاد ناسی تھی تھی۔ لیکن ابھی تک جید نے اس سے یہ پوچھنے کی رحمت نہیں کی تھی کہ وہ اسے کہاں لے جادا ہے۔

"ہائے.....!" پچھلی سیٹ سے ایک سریلی سی خواب آکو آواز آئی۔

جید چوک کر ملا۔

آہ..... اس کے الفاظ میں تو پچھلی سیٹ پر قیامت ہی سوری تھی اور اُسی نے کردا کر کر دوست بدی تھی۔

بھرے بھرے سے ہونٹ کسی قدر کھل گئے تھے جن سے سامنے کے شلف دانت پرک رہے تھے۔ ایک پتلی لٹ کاں پر خم کھا کر دہانے کے گوشے تک چلی آئی تھی۔ جید اپنا محسوس ہونے لگا جیسے خود اس کی ریڑھ کی ٹپڑی میں فوارے چھوٹ رہے ہوں۔

وہ جلدی سے پھر سیدھا ہو بیٹھا اور بھیوں سے رامنور کی جانب دیکھا دہ پہلے ہی کے ہزار میں وغشیلہ پر نظر جائے ہوئے تھا..... اس سے قطی بے تعلق کہ دوسرے کس مل مکا ہیں۔

جید نے کھاکر کر اسے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا لیکن اس کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔

آخر سے بولنا ہی پڑا۔

"تم کہاں جا رہے ہیں۔"

"رات بڑی خوش گوارہ ہے..... مگر میں ہی نہیں لگ رہا تھا کہیں بھی چلے چلیں۔"

جید پر پھر جھلاہٹ کا دوڑہ پڑ گیا۔ لیکن زبان نہ کھل سکی۔ سوچتا رہا..... وہ اُو کے پڑے اتنی بے تکلفی سے فربار ہے ہو جیسے ہم بہت دنوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہوں۔ اور یہ چیخھے کیا تمہاری خالہ محترمہ اسڑاحت فرمائی تھیں۔

"لیکن یہ رات میرے لئے تو بے حد تاخوٹگوار تابت ہوئی ہے۔" جید نے پچھا دیر بعد کہا۔

"ماں چھوڑو بھی..... ابھی تک اُسی دیزپن میں پڑے ہوئے ہو۔ تم جیسے لوگوں کو تو پچھے مز کر دیکھنا ہے نہ چاہئے۔"

"اتھا نظر انہوں تھیں۔"

"اوہ..... میرا مطلب تھا گذری ہوئی باتوں کی ٹکری سے کرنا چاہئے۔ اُسے تو تم بار بار

مز کر دیکھ سکتے ہو۔

"ٹھریے.....!" حید نے سعادت مندان انداز میں کہا اور باقاعدہ طور پر بچپلی میں کی طرف مڑ گیا۔ لیکن اب بھی اسی طرح سوری تھی..... فرق صرف اتنا ہوا تھا کہ گال پر مل کھائی کی لٹ اب ہاتھ کے پیچے دب گئی تھی۔

"دیکھتے رہو۔" رانحور سنجیدگی سے بولا۔ "اس کے ساتھ ہی ذاتی طور پر ایمورٹی ہوئی پر تکالی شراب بھی ہے۔"

"حرید ٹھری۔" حید نے کہا۔ اب وہ بچپلی سیٹ پر باقاعدہ جھکا ہوا اس طرح سونے والی چائی کے رہا تھا جیسے خس و غشاں کے ذمیر میں گری ہوئی سوئی ٹلاش کر رہا ہو۔ رانحور نہیں کر بولا۔ "واقعی بڑے سور ہو۔"

پھر یک بیک سنجیدہ ہو کر فضیلی آواز میں کہا۔ "جھیں سیر الازم کرتا چاہے۔"

"اکثر میرے والد صاحب بھی سیکی کہا کرتے ہیں۔" حید سید حاشم ہاشم ہوا بولا۔ "مگر یہ کروں عورتوں کے محاٹے میں مجبور ہوں..... آدم کی مجبوری سے بھی آپ واقعی ہوں گے۔"

باد برداری کے تین بڑے ٹرک سماں سے لدے ہوئے ان کے قریب سے گذر گئے۔ اب گازی رک گئی تھی۔

رانحور نے حید سے کہا۔ "اے جگادو.....!"

گازی میں اب اندر ہرا تھا..... حید نے ہاتھ بڑھا کر اسے جھوڑا..... وہ جمل پڑی۔ ساتھ ہی حید کو ایسا محسوس ہوا جیسے بھتلی میں کوئی چیز چھوٹی ہو..... اس نے "سی" کے ہاتھ سکھنے لیا۔

رانحور غرار ہاتھ۔ "امتحنے رانی صاحب..... اسکی بھی کیا خیز۔"

حید اپنی بھتلی میں سوزش سی محسوس کر رہا تھا..... اور عجیب سی سننی اس کے سارے جسم میں بچپل گئی تھی۔

رانحور اس کا ہاتھ پکلوئے ہوئے ایک طرف چلتے لگا۔ وہ بس اس کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔

اب غال الذہنی کا سامنہ تھا۔ جیسے نہیں لڑکھڑا رہے تھے۔ وہ مضمونی سے زمین پر قدم رکھے تھا۔

تحوزی دیر بعد وہ ایک غارت میں داخل ہوئے جو تاریک نہیں تھی۔ بڑے بڑے پیروں میکس لیپیوں نے اُسے بقدر نور بنا رکھا تھا۔

حید بولنے کے موڑ میں تھا۔ بولے جا رہا تھا لیکن یہ عجیب بات تھی کہ اُسے اپنی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔ لیکن بُس رہی تھی۔ تحرک رہی تھی..... ناق رہی تھی۔ کتنی تھم کے ساز بیج رہے تھے۔

نور و نور کا سیلاں طراکر چاروں طرف سے امنڈ آیا تھا..... حید محسوس کر رہا تھا۔ میں اس لڑکی کا وجہ پورے ماحول پر چھاگیا ہو۔

وہ بولے جا رہا تھا بے تکان۔ یہ سمجھے بغیر کہ کیا کہہ رہا ہے اور سامنے بیٹھا ہوا رانحور اُسے بالکل چند معلوم ہو رہا تھا۔

ایک بار لڑکی تحرکتی ہوئی رانحور کے قریب سے گذری اور اُس نے اسے حید پر دھکیل یا..... دونوں لڑکھڑا تھے اُسکے ایک دوسرے پر گرے..... انہیں اہو گیا..... اور ساز تھم گئے..... پھر پڑھنے لگا ہوا کہ حید کا ذہن بھی اُسی اندر ہرے میں ڈوبتا چلا گیا۔ بھاگو

سورج طلوع ہو چکا تھا اور شائد کھلی ہوئی کھڑکی سے بر اور است آنے والی شعاعوں کی حدت اپنے چہرے پر محسوس کر کے ہی وہ جاگ چڑھا تھا۔ لیکن یہ کیا.....؟ اُس کے کپڑے کپاں تھے۔ وہ بوکھلا کر ابھنھ بیٹھا..... چاروں طرف نظر دوزائی لیکن اس کرے میں کہیں کوئی لکھا چڑھا دی جس سے بر بھلی کا ازالہ ہو سکا۔ بستر پر چادر بھی نہیں تھی۔ وہ آنکھیں چڑھا کر چاروں طرف دیکھ رہا۔

یہاں ایک مسبری تھی، ایک میز اور دو کریں۔ لمبی سات کی الماری بھی تھی اس کے قریب ہی چھوٹے سے انشوں پر فون رکھا ہوا تھا۔ وہ بچپت کر الماری کی طرف آیا۔ الماری کا چند گھناتے وقت پھر فون پر نظر پڑی۔

اس کے ریسیور پر سرخ حروف میں "نیاگرا" تحریر تھا
اوہ..... تو کیا یہ نیاگرا ہوٹل کا کوئی کمرہ ہے..... اس نے سچا..... لیکن وہ بھی
رات والی عمارت نیاگرا کی توہر گز نہیں تھی۔

الماری کا دروازہ بھل گیا۔ لیکن وہ خالی تھی۔ نہ تو اسے اپنے کپڑے نظر آئے اور ان کی
اسکی چیز جس سے سڑ پوشی کی جاسکتی۔

اب وہ سیدھا غسل خانے میں جا گما۔ خدا کی پنڈ۔ یہاں بھی کچھ نہیں تھا۔ ایک
تو یہی مل گیا ہوتا۔ اب کیا کیجا گے۔

وفناfon کی لکھتی بھی اور وہ بچھت کر باہر نکلا۔ ریسیور اٹھا لیا۔ دوسرا طرف سے آئی
آئی۔ "میا آپ کرے یہی میں بائش پنڈ فرمائیں گے۔"

"اوہ..... ہا۔.....!" حید جلدی سے بولتا۔ "وہ کچھ بھی..... میں اس کرے،
نمبر بھول گیا ہوں۔"

"سکنٹ فلور..... تحریثی سکس..... جاتا۔.....!"
"شکریہ..... میں ابھی ہاشم کے لئے خود ہی رنگ کروں گا۔"

"بہت بہتر جاتا۔" دوسرا طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی بھی آواز آئی اور حید
نے بھی ریسیور رکھ دیا۔

کچھ میں بھیں آرہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ آخر اسے یہاں کس طرح لایا گا
ہو گا۔ اگر وہ ہوش میں ہوتا تو اس طرح کی کے قابوی میں کیوں آتا۔ ظاہر ہے کہ اسے اپنا
سدھنہ نہ رہی ہو گی۔ تو کیا وہ اسے اسٹریچ پر ڈال کر یہاں لائے ہوں گے۔ رجڑ میں ہام کا
درج کر لیا ہو گا۔

"راٹھور..... راٹھور..... میں جھیس دیکھ لون گا۔" وہ دانت ٹھیں کر بڑا۔
پھر فون کی طرف بڑھا۔ ہوٹل کے ایک بھنگ سے رابط قائم کر کے ماؤ تھوڑی میں میں بولا۔
کاؤنٹر پلینز.....!"

کاؤنٹر کاٹ ہو جانے کے بعد اس نے کاؤنٹر گلر کے پوچھا۔ "سکنٹ فلور کے روم

تحریثی سکس میں کون متھم ہے۔"

"آپ کون صاحب ہیں۔" دوسرا طرف سے آواز آئی۔

"سم بوڈی فرام ہی۔ آئی۔ بی۔" حید نے جواب دیا۔

"بھی افسوس ہے جتاب..... یہ بات آپ کو پردازہ رہی سے معلوم ہو سکتی ہے۔"

پردازہ..... حید نے ریسیور رکھتے ہوئے سوچا۔ وہ تو اسے ابھی طرح جانتا
ہے..... پھر کیا آیا جائے۔ شائد آواز بھی پہچان لے۔

دوبارہ فون کا سلسلہ پردازہ سے طوا کر آواز بدلتے ہوئے وہی سوال کیا جو کاؤنٹر گلر ک
سے کیا تھا۔

"آپ کون صاحب ہیں۔" دوسرا طرف سے آواز آئی۔

"سم بوڈی فرام ہی۔ آئی۔ بی۔"

"آپ یہاں تحریف لائیں..... اپنا آئندہ نئی کارڈ کھائیے پھر بتایا جا سکے گا۔"

"میا بات ہوئی۔" حید غریبا۔

"تو انہیں جتاب..... میں مجبور ہوں۔" کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔
حید تھوڑی دیر تک برپکلے بیٹھا رہا پھر ریسیور رکھ کر دوبارہ پردازہ سے سلسلہ
ٹلایا اور اس بار اپنی اصل آواز میں اسے مقابلہ کرتا ہوا بولا۔ "مسٹر شرما..... میں کیپشن حید
بول رہا ہوں۔"

"اوہ..... تو آپ جاگ رہے ہیں۔ ابھی ابھی کسی نے فون پر آپ کے حلق
معلومات حاصل کرنا چاہا تھا..... آپ یہ کسے جھکے کا حوالہ دے کر لیکن میں نے فی الحال
ہوٹل کے قوانین کی آڑ لے کر ہال دیا ہے۔ بہت لیکن ہے کہ اب وہ خود ہی آرہا ہو۔"

"ٹکرنا کرو..... بس جلدی سے میرا ایک کام کر دو۔ ایک چنلوں ایک قیمت اور ایک
بنیان اپنے اشور سے لے کر بھجوادو۔ قیمت پیچے آکر ادا کر دوں گا۔"

"سائز بتائیں..... ابھی بھجوادا ہوں۔"

حید نے اسے سائز بتا کر سلسلہ منقطع کر دیا۔

اب دودروزے کے قریب کھڑا کپڑوں کا مختصر تھا۔

پھر کپڑے بھی آگئے جو دروازے میں تھوڑا سادہ کر کے باہر کھڑے ہوئے وہی سے لے لئے گئے تھے۔

کپڑے پہن لینے کے بعد جان میں جان آئی اور وہ باہر نکلا۔ چلی منزل سے اتر کر سیدھا پھر واٹر کے کمرے میں آیا۔ شاکرہ وہ اس کا مختصر ہی تھا اور کسی قدر مضطرب بھی۔

”تشریف رکھنے..... جاتا۔ چھلی رات تو میں آپ کی حالت دیکھ کر بولکھلا گیا تھا میرا خیال ہے کہ آپ نے پہلے بھی اتنی زیادہ نہ لپی ہو گی۔“

”میرے ساتھ کون تھا۔“

”دو حضرات..... جنمیں میں نے پہلے بھی نہیں دیکھا تھا۔“

”کیا یہ کہہ میرے نام سے لیا گیا تھا۔“

”میں ہاں..... انہوں نے کہا تھا کہ وہ آپ کے ہمدرد ہیں۔ آپ ذیوٹی پر تھے اور آپ نے بہت زیادہ لپی لی، وہ دونوں ہمدرد نہیں چاہتے تھے کہ آپ کے ملکے کا کوئی آدمی آپ کو اس حال میں دیکھے۔ لہذا وہ آپ کو سیدھے سینہ لیتے چلے آئے۔“

”ہوں..... کیا وقت تھا.....؟“

”غالباً سازھے تمن بیعے تھے۔“

”تمہاری ذیوٹی کس وقت سے شروع ہوئی تھی۔“

”تمن بیعے سے۔“ پھر واٹر مکرا کر زوال۔ ”اور میں نے بھی تھوڑی سی احتیاط برتنی، آپ کا اصل نام رجڑ میں درج نہیں ہونے دیا۔“

”بہت بہتر۔“

”لیکن ایک بات اور سنو..... وہ لوگ اُس کمرے سے بیٹھیت تک اٹھا لے گئے ہیں۔ کوئی اُنکی چیز نہیں چھوڑی جس سے میں..... مطلب یہ کہ..... میرے لئے تم نے ہی کپڑے بھجوائے تھے۔“

”اوہ..... یعنی..... اس کا مطلب یہ.....؟“

”ہاں نہ صرف میرا پرس لے گئے بلکہ کپڑے بھی۔“

”تو کیا وہ آپ کے لئے انجھی تھے۔“

”میں نے کسی کی غسل نہیں دیکھی..... یہاں کے ایک ہوٹل میں کولاڈ ڈریک سپ کر رہا تھا..... پھر مجھے کچھ بھی یاد نہیں۔“

”اوہ..... تو یہ..... کوئی۔“

”بہتر ہے کہ اس سلطے میں اپنی زبان بند ہی رکھنا۔ مجھے کوئی خواب آور دوادی گئی تھی کولاڈ ڈریک میں..... خیر..... ہاں تو میں کچھ دیر بعد کپڑوں کی قیمت ادا کر دوں گا..... کمرہ اسی نام پر اٹھیج رہے گا۔“



”بہت اچھے۔“ فریدی نے قبھر لگایا۔ حید نے شاید چلی بارا سے اس طرح ہستے دیکھا تھا اور بھی اُس کی صیبیت بھری داستان پر آئی تھی۔ لہذا اس کا بھی شعلہ جوالا بن جانا بے حد ضروری تھا۔

اپنا سینہ چیٹ چیٹ کر چھینے لگا۔ ”میں اُن کا پچھا ہوں اگر اب آپ کا کوئی غیر سرکاری حکم ہوں۔ ارے اگر وہ مجھے بحالت گے بہوشی قتل ہی کر دیتے تو کیا ہوتا۔“

”کیا تم مجھے اتنا بے خبر سمجھتے ہو؟“

”اوہ..... تو وہ سب کچھ آپ کے علم میں ہوا تھا۔“

”ہاں..... آں..... صرف نیا گردہ پہنچ کر میں نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔“

”اس راظھوڑ کو اگر میں نے شارعِ عام پر نکالنے کیا تو کچھ بھی نہ کیا۔“

”نہیں نہیں..... بغیر سمجھے یوں تھے اتنا ہذا عہد ہرگز نہ کرو۔ وہ تو اس بے چارے نے اپنی زندہ ولی کا مظاہرہ کیا تھا۔“

"زندہ دل.....!"

"ہاں بھی..... وہ خود کو بہت خوش حراج اور زندہ دل تصور کرتا ہے۔"
"لیکن آپ اسے گالی کیوں دلوٹا چاہتے....." حید طق کے غل پیچا اور اسے
کمانی آنے لگی۔

"میر..... میر..... فرزخ....." فریدی اس کا شانہ چھپا ہوا ہلا۔ "میں صرف
یہ دیکھنا پاہتا تھا کہ اس نے اپنی حیات کے لئے کس قسم کے انتقالات کر رکھے ہیں۔ میں اچھی
طرح جانتا تھا کہ ہونٹ بنے سے پہلے ہی تمہاری گردان دبوچ لی جائے گی۔"
"اور اگر وہ گولی ہی مدد جاتا تو۔"

"اس سے پہلے خود اس کا جسم چھلی ہو جاتا۔"

حید نے پاپ میں تمباکو بھرتے ہوئے نہ اسامنے بیٹا لگان کچھ بولا نہیں۔
دفعاً اسے فریدی کے تعلق وہ اکشاف یا وہ آئیا جس نے حید کو بڑی دریک تحریر کیا تھا
"راہمور سے ہائے گماست کیا ہے۔" دفعاً اس نے سراخی۔
"یا اس نے نہیں بتا۔" فریدی مکریا۔

"آپ کی زبان سے کن کر زیادہ محفوظ ہو سکوں گا۔" حید نے زہر لیلے لبج میں کہا۔
"بھجزا ہوا تھا ایک لڑکی کے لئے۔"

"ہا.....!" حید نے آنکھیں بند کر کے خندی سانس لی۔ "رس گھولتے رہنے میرے
کانوں میں..... سکر را شد.....!"

"ایک لڑکی کیلئے بھجزا ہوا تھا اور میں اسے زبردستی اٹھانے کیا تھا اس کے ہٹ سے۔"
"یہ شر و مطلع سے زیادہ زور دار ہے..... اس لئے سہ کر را شد.....!"

"لڑکی خوب صورت لڑکی تھی....." فریدی سپاٹ لبج میں ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا
ہے وہ حید کی باتوں پر دھیان دیئے بغیر یہ سب کچھ کہ رہا ہے۔

"بڑی خوب صورت لڑکی تھی حید صاحب..... لیکن وہ کوئی سو بھی لڑکی نہیں تھی۔"
"بہر حال لڑکی تھی۔" حید پھر خندی سانس لے کر ہلا۔ "سو بھی لڑکوں میں بھی

ہام کل پرزوں سے زیادہ نہیں لگے ہوئے۔"

فریدی کچھ نہ بولا۔ اب وہ خاموش ہو کر سگار سلاکنے لگا تھا۔ حید نے بھی سوچا کہ اب
موضع بدل دینا چاہئے۔ کئی سوال تھے ذہین میں..... بات بڑھتی تو ان سوالوں سے تعلق
رکھنے والی ابھیں بدستور قائم رہتیں..... اس نے ائمہ نڑے میں پاپ خال کرتے ہوئے
کہا۔ "لیکن آپ اس معاملے کو چھوڑ کر یہ راہمور پر کیوں چڑھ دوڑے تھے۔"

فریدی کی نظر میز کے پانے سے ہٹ کر اس کے چہرے پر جنم گئی اور اس نے کچھ دیر بعد
کہا۔ "بھنی نے سو شر لینڈ میں اسی کے ہٹ میں دم توڑا تھا اور اس پات کا علم چند آدمیوں کے
علاوہ کسی اور کو نہیں تھا۔ میں جانتا تھا..... راہمور جانتا تھا اور ہمارا سفیر برائے سو شر لینڈ
اور وہ آدمی اور بھنی تھے۔"

"بھنی کے گمراہے تو جانتے ہی ہوں گے۔" حید نے کہا۔

"اس کا کوئی قریبی عزیز موجود نہیں ہے اس کی صوت یا زندگی سے دلچسپی ہو۔"

"لیکن بھنی کی صوت صیغہ راز میں کیوں رہی۔"

"بعض میں الاقوای وچھے گیاں بیوہ اہو سکتی تھیں۔"

"لیا وہ اتنا ہی اہم تھا۔"

"نہیں..... اس سے تعلق رکھنے والے کچھ فرائض کی اہمیت نے اس پالسی پر مجرور
کر دیا تھا۔ اس کی تحریک اب تک الگ رعنی ہے اور اس کی وصولیابی بھی بھنی ہی کے جعلی دھخل
سے ہوئی ہے۔ لہذا اس بھنی کا تذکرہ سن کر راہمور کی طرف متوجہ ہونا ضروری تھا۔"

"اور وہ سفیر صاحب۔"

"وہ اب بھی سو شر لینڈ میں ہے۔"

"لیکن آپ تو یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ راہمور کتنا مجاہد ہے۔"

"ہا.....!"

"تو کیا تم حقیقی بھی سمجھتے ہو کر میں پچھلے سال سو شر لینڈ عیاشی ہی کے لئے گیا تھا۔"

"تو کیا تم حقیقی بھی سمجھتے ہو کر میں پچھلے سال سو شر لینڈ عیاشی ہی کے لئے گیا تھا۔"

"خدا بکوئی توفیق دے۔" حمید نے کہا اور سکسی صورت بنائے بیمارہ۔
"بھجے بیال سے بھجا گیا تھا..... بھجنی کی موت کے بعد۔"
"اور آپ وہاں جا کر لڑکیاں اخواتے لے گئے۔"

"ہاں..... آں.....! فریدی تلخ بچہ میں بولنا۔" لڑکوں کے معاملے میں بھی
اپنے فرائض سے عافل ہو جاتے ہیں..... نشانل کے طور پر تم نے چھپلی رات راٹھور کو
بانشیل پورے دن کی روپورث دے دی تھی۔"
"میں نے.....! حمید تھیں انداز میں اچھل پڑا۔
"جناب نے.....!"
"ہرگز نہیں.....!"

"برخوردہ تم نے اسے بیال سک تو بتایا تھا کہ بھجنی کی تصوری شافت ہو جانے کے بعد
ہم لوگ سیدھے اسی کی طرف گئے تھے۔"

"خدا کی حرم بھجے یاد نہیں آ رہا۔" حمید نے کہا۔ لیکن دھنٹا اسے اپنی وہ کیفیت یاد آئی جو
بھنیل میں کوئی چیز چھٹے کے بعد ہوئی تھی۔ اسے یاد آیا کہ وہ اس کے بعد ہی سے بے ٹکان
بولے جا رہا تھا۔ لیکن اسے خود اپنی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ اسے ایسا محسوس ہوا تھا کہ
جیسے تکوؤں سے آندھیاں ہی کھوپڑی کی طرف جا رہی ہوں۔

"مرے خدا.....!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور رحم طلب نظرؤں سے
فریدی کی طرف دیکھنے لگا۔

"ہوں.....! فریدی غریل۔" اب کیا کہنا پا جاتے ہو۔"

"صرف ایک بات..... کہ میں ہوش میں نہیں تھا۔" حمید نے کہا اور پوری کہانی
دھرا دی۔ کہانی کے اختتام پر فریدی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ فون کی تھنی بھی۔ اس نے ریسیور
انٹھایا۔ کچھ سنتا رہا پھر بولا۔ "نہیں جناب..... وہ چھپلی رات سے عاشر ہے..... ابھی
لکھ گھے اطلاع نہیں دی کہ کہاں ہے۔ بہتر..... بھی ہاں..... فوراً مطلع کر دوں گا تھی بہت

اچھا..... خود یا لے کر آؤں گا۔"

پھر وہ ریسیور کو کہ کر حید کی طرف مزدرا۔

"شاید تمہارا اعتراف نامہ راٹھور نے ڈی۔ آئی۔ جی سک چنچا ہی دیا۔ برادر است ٹھلی کا تو
بھی مطلب ہو سکتا ہے۔ اچھا برخوردہ جتنی جلد ممکن ہو شہر ہی سے نکل جاؤ۔..... چھوٹی
گاڑی جس کے نمبر اور رنگ حسب ضرورت تبدیل ہوتے رہتے ہیں گیراں میں موجود ہے۔
میکی بھی فل ہی ہو گی۔ تار جام کے ہو ٹھل روانوں میں یہ رے پیغام کے منتظر رہنا۔"

حملہ

یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ اس سے پہلے بھی کئی بار و قتی ضرورت کے تحت وہ افسران
بالا سے دور بھاگ چکا تھا۔ لیکن اس بار وہ وحشت زدہ تھا اپنی اس تحریر کی بناء پر جو اسے راٹھور
کو دینی پڑی تھی۔ وہ اعتراف نامہ اس کے کیبریئر کو داغدار بناؤتا۔
چھوٹی آئنہ تار جام والی سڑک پر سامنے اور سڑ میل کی رفتاد سے دوڑی جاری تھی۔

اس نے عقب نما آئینے پر نظر ڈال۔ وہی سکوڑ پھر دکھلی دیا جو شہر ہی سے اس کے پیچے لگن گیا
تھا۔ لیکن اس پر چھوٹی چھوڑتھی تھی۔ قابل انتہا زیادہ رہا تھا کہ ہوت پہنچانی نہیں جا سکتی تھی۔ اس
نے بوجا ضروری نہیں کر دہا سکا۔ تھا کہ کر رہی ہو۔ بہتری خواتین بھی اب ایڈو پنجر کی ٹھاٹ
میں تھاڑے لے لے سز کرتی ہیں۔

اس نے اپنی گاڑی کی رفتاد کچھ اور تیز کر دی اور فوراً ہی محسوس کیا کہ اسکو فری کی رفتاد بھی
ای مناسبت سے بڑھا دی گئی ہے۔

دونوں کا درمیانی فاصلہ اب بھی اتنا چھوٹے دور چلنے کے بعد حید نے آہستہ آہستہ
رفتاد کم کرنی شروع کی اور اس ہوت کی مشائق پر عش عش کرتا رہا کیونکہ اس طرح بھی

دونوں گاڑیوں کے قاطلے میں کوئی فرق نہ ہونے پلا۔
تو نہ.....! "کچھ دیر کے بعد وہ سر جھلک کر بڑا لایا۔ "وہ لیڈی ڈاکٹر اسکنر رکھا تو
ہرگز نہیں ہو سکتی..... بھر ہوا کرے کوئی..... دیکھا جائے گا۔"

رونوں تاریخ کے ابھی ہوٹلوں میں تھا جیسے ہی اس کی گاڑی پورچ میں رکی ایک پور
نے تیزی سے آگے بڑھ کر گاڑی کا دروازہ کھولا۔

جید نے چھل نشست پر پڑے ہوئے سوت کیس کی طرف اشادہ کیا۔
"کاؤنٹر پر آؤ.....!"

پھر وہ گاڑی سے اتری رہا تھا کہ وہ سکوڑ بھی کپڑا نہ میں داخل ہوتا ہوا دکھائی دیا۔.....
اور..... وہ اس لڑکی کو چھلی عی نظر میں بیچان گیا تھا۔ یہ جویں وکٹر تھی۔
اس نے لاپرواں سے شافوں کو جبکش دی اور سیر ہیاں طے کرتا ہوا برآمدے میں داخل
ہو گیا۔

صدر دروازے سے گزر کر کاؤنٹر پر آیا۔

پھر جب وہ کاؤنٹر کلر سے سنگل بیٹر روم کے لئے کہہ رہا تھا فتحاپت نے آواز آئی۔
"نہیں..... ذمل بیٹر روم۔"

آواز جویں وکٹر کی تھی اور اس میں بیویوں کی سی غصیل آواز کی جھلکیاں تھیں۔
باکل ایسے عی معلوم ہوتا تھا جیسے بیوی نے اپنے شوہر کو رنگے ہاتھوں پکڑ لیا ہو۔
جید چونکہ کمزرا تھا اور پھر اس کے چہرے پر کچھ اس حتم کا اضہال طاری ہو گیا تھا
جیسے واقعی وہ اس کا ناٹق شوہر ہی ہو۔

"ہوں..... ہوں..... ذمل بیٹر.....!" اس نے رفت آمیز لپجھ میں کہا
"بہت بہتر جناب۔" کاؤنٹر کلر کر جائز کھوتا ہوا بڑا۔ "کیا ہام لکھا جائے۔"

"مزر اور مزر گیپر.....!" جویں نے تیز آواز میں کہا اور پھر پے بھی اپنے ہی مکان کا
لکھوادیا۔

گیپر کے ہم پر جید کی جان نکل گئی۔ اسے یاد آیا کہ اس نے خود کو جوی پوز کر کے اس
کے باپ سے فون پر گیپر کے متعلق بات کی تھی اور اس کے باپ نے جواب میں کہا تھا کہ
اب وہاں سے مددے گا۔

جوی اس پورٹر سے جو جید کا سوت کیس لایا تھا کہہ رہی تھی۔ گاڑی اور اسکوڑ دونوں
ایک عی کیر اج میں رہیں گے۔

"بہت بہتر جناب.....!" پورٹر نے جواب دیا۔

"کرہ نمبر ۷۲ جناب۔" کلر ک جید کی طرف کنجی بڑھاتا ہوا بڑا۔

پچھو دیر بعد دونوں کرہ نمبر ۷۲ میں کھڑے ایک درسے کو گھور رہے تھے۔

"یہ حرکت تھی.....؟" کچھ دیر بعد جید نے غصیل آواز میں کہا۔

"جمہیں اطلاع دینے آئی تھی کہ میں اس وقت بچ چس کے نشے میں ہوں۔"

"میں نہیں سمجھ سکا کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔"

"میری پشت پر تین نسلی دھاریاں ہیں۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گی۔"

"شاکرہ تم بہت زیادہ چکنی پی گئی ہو۔"

"ذیڈی کے ہاتھوں پٹ جانے کے بعد میں نے سوچا کہ تم بہت بڑے سور ہو۔ اور پھر
مزر جیز کو بیٹھا ہی پڑا کہ تم لوگ کون تھے لیکن یہ بتاتے وقت وہ بے حد خائف تھے۔ پھر مجھے
معلوم ہوا کہ وہ غیر معمولی آنکھوں والا کون تھا میں تم سے سمجھ لوں گی۔ کیپن جید صحیح
سے تمہاری کوئی تھی کے آس پاس مندا آتی رہی تھی۔"

"جانی ہو کتنا بڑا جرم ہے جلد سراغ رسانی کے کسی افسوس کی نوہ میں رہتا۔"

"ختم کرو..... اب ہم صرف مزر ایڈ مزر گیپر ہیں۔"

"زبردستی۔"

"اس وقت بچ رہیں گے جب تک کہ میری پشت سے نسلی دھاریاں غائب نہ
ہو جائیں۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھا۔" حید نے جھنجلا کر کہا۔
 "خاہونے کی ضرورت نہیں۔" وہ بھی پڑی۔
 "چیف میری جیب میں نہیں رکھا رہتا..... تم اسے دیں کوئی میں یہ چوڑ آتی ہو۔"
 "اوہ سنو.....!" وہ یک بیک سمجھیدہ ہو کر بولی۔ پھر کچھ سوچتی رہی۔ اس کے چہرے پر
 تشویش کے آثار تھے۔ آخر کچھ دیر بعد بولی۔ "میں تھاہی نہیں مذکاری تھی کوئی کے اس
 پاس ایک اور آدمی بھی تھا اور وہ صورت سے کوئی اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا۔"
 "میں اس نے میرا تعاقب کیا تھا۔"
 "نہیں ایسا تو نہیں ہوا تھا۔"
 حید نے طویل سانس لی اور فریدی کے متعلق سوچنے لگا۔



حادث

لکن پچالک سے نکل کر سڑک پر آئی۔ فریدی نے جیسے ہی اسے قریبی موڑ پر موڑنا پڑا
 دوسری طرف سے ایک تیز رفتار گاڑی کے بریک چڑھائے۔ فریدی نے فوراً اسی بریک
 لگائے ہوتے تو ٹکر لازمی تھی۔
 دوسری گاڑی کے اسٹریک پر کوئی عورت تھی۔ جس کے قریب ایک مرد بھی بیٹھا تھا۔
 وہ آئین سینتا ہوا بڑے غصے میں گاڑی سے اتراد۔
 "کیوں جتاب..... دیکھ کر نہیں.....!"
 "قطیعی میری نہیں تھی۔" فریدی نے اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے یہ کہا۔
 "اوہ..... ڈارٹ..... میرا دل۔" دفٹا گاڑی سے عورت کی منہاتی ہوئی سی آواز
 آئی اور وہ گاڑی کی طرف دوڑا۔

"اب کیا جنگے بھی اپنے ذمہ دی سے پڑانے کا ارادہ ہے۔"

"مجھے ان کی نیئے عادات سخت نہیں ہے۔" وہ نہ اسامنہ بنا کر بولی۔

"حرمت ہے کہ تم اسے برداشت کیسے کرتی ہو۔"

"مجھے خود بھی حرمت ہے؟" اس نے مخصوصہ انداز میں پلکیں جپکائیں۔

"بے وقف بنانے کی کوشش کر رہی ہو۔"

"قطیعی نہیں....." یہ دیکھو کر میں نے ابھی تک شدی نہیں کی..... عورتوں کا
 احرازم کرنے والے مہذب لوگ قطیعی سخت نہیں ہیں۔ میں ایسا شہر پاہتی ہوں جو مجھ پر
 خص آنے کے بعد در گذرتے کرے بلکہ تھپڑوں اور گھونسوں کی بارش کر دے۔"

"کیا اس نقلی ازدواجی زندگی میں بھی سمجھا چلتے گا۔" حید نے اپنے بازوں پر ہاتھ
 بھرتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ..... یہ تو..... یہ تو میں نے تمہیں نہ سوچنے کے لئے مسٹر اینڈ مسٹر کیمپر
 لکھوادیا تھا۔"

"لیکن کاؤنٹر کلر ک تو بھی سمجھا ہو گا کہ تم شہر کو کڑی نگرانی میں رکھنے والی کوئی خاتون ہو۔"

"تو نہ.....!" اس نے لاپرواں سے شانوں کو جینش دی۔

اتے لبے سڑ کے بعد بھی اس کے پیغمبے گی تازگی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

حید اسے دیکھا اور سوچتا رہا کہ اس سجنی رنگ کے لئے بیلے کی اونچی کھلی کلیں کتنی
 مناسب رہیں گی۔ کاش اس کے بال بھی اتنے لبے ہوتے کہ جوڑا سچا سکتی جوڑے میں بیلے کی

کلیاں۔ بھرے ہوئے بھرپور ہوت..... اوپری ہوت پر ہلکی سی بیزی ہاں کل روئیدی کی.....

اور سانچے میں ڈھانا ہوا جسم۔

دفلکاہو بولی۔ "میں تمہارے لئے تمہارا اچھا نہیں کر رہی۔"

"کیا مطلب.....!"

"تمہارے چیف کے لئے۔"

ایک آدمی بینے کے مل ریگئتا ہوا اس کی گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا اور نای گن بھی اس کے ہاتھ میں تھی۔ وہ کچھ دور ریگئے کے بعد مز کرائی جاتب دیکھنے لگا جہاں سے فریدی نے فارٹک کی تھی۔

فریدی نے ٹریکر پر دباؤ ڈالا اور ریگئے والے سے تموزے ہی قاطلے پر گرد اڑ کر رہ گئی۔ نای گن دور پھیک دو..... ورنہ چھلی کر دوں گا..... ”فریدی نے چیخ کر کہد ریگئے والے کی نای گن دوسرے لمحے میں دور جا گئی اور وہ خود چاروں خانے چت پت گیا۔

قتل یا خودکشی

اس کے دونوں ہاتھ اوہر اور پسلے ہوئے تھے اور وہ ٹکلیں جھپکائے بغیر آسمان کی طرف دیکھنے چاہتا تھا۔

فریدی کی نای گن کا رخ اس کے بینے کی طرف تھا۔ نمیک اسی وقت مختلف سوت سے فلاںگک اسکو ٹیک کی تھیں کاریں آتی دکھائی دیں۔ ان میں سے اگلی گاڑی کا سائز چیختنے لگا تھا۔

فریدی نے بیاں ہاتھ اختراک اشارہ کیا۔ تینوں گاڑیاں تموزے قاطلے پر ٹکن کے قریب رک گئیں۔ سلیں کا نشیل یقین اتر آجے۔

سرک پر چت پڑے ہوئے آدمی کے ہاتھوں میں ہھڑیاں ڈال کر وہ جیپ کے قریب والے آدمی کی طرف تھوچ ہوئے۔

وہ بے ہوش تھا..... دونوں رانوں کی ہڈیاں چور چور ہو گئی تھیں۔

فلاںگک اسکو ٹیک کاٹا رہے فریدی کو جایا کہ تمہیں اسڑیت والی کار کے قریب دو لاشیں ملی ہیں جن کے بینے چھلی تھے۔ ان میں سے جو مرد تھا سرک پر گرا تھا..... اور

جب دھڑا اس طرف رکی جیسے اچانک کوئی سامنے آیا ہو۔ پورے بریک لگتے تھے۔ میشی طور پر فریدی نے بھی پورے بریک لگائے اور گاڑی کا دروازہ کھول کر نای گن سیست ڈھلان میں چھانگ لگادی۔

نور آئی دوسری طرف سے نای گن کی تڑتڑاہٹ سنائی دینے لگی۔ ڈھلان میں کھنی جماں تھیں جن کی بناء پر فریدی زیادہ دور تک نہیں پھسلا تھا۔ ورنہ یہ چھانگ اُسے ڈھلان کے انتظام یہ تک لے جاتی۔

وہ جلد سے جلد کسی مناسب سی جگہ سورچہ سنبھال لینا چاہتا تھا۔ کیونکہ اگر وہ خود دوم آنکھ تو پچھا بے حد مشکل ہو جاتا۔ وہ نہیں سرک پر ہی رو کے رکھنا چاہتا تھا۔

شاید وہ لوگ بھی خاکہ تھے کیونکہ انہوں نے جیپ کی اوٹ ہی میں پوزیشن لے لی تھی اور ڈھلان کی طرف آتے کی بہت نہیں کی تھی۔

اب فریدی ایک تاور درخت کی اوٹ میں پہنچ کر اس مقام کو ہٹوپی دیکھ سکتا تھا جہاں سے فارٹک ہو رہی تھی۔

جب کے پیچے سے دوسری جاتب ایک متحرک جسم نظر آیا اور فریدی کی نای گن تموزی کی گولیاں اگل کر خاموش ہو گئی۔ سنائے میں ایک دشت ہاں چیخ دور تک کوئی نہیں چل گئی اور پھر دوسری طرف بھی ساہا چھا گیا۔

فریدی نے جہاں سے فارٹک کی تھی اب وہاں نہیں تھا۔ تیزی سے جگہ تبدیل کی تھی۔ اس نے جیپ میں دو آدمی دیکھے تھے ایک تو تینیں طور پر زخمی ہوا تھا میر گیا تھا لیکن دوسرا۔ یک بیک اس کی نای گن سے کچھ گولیاں ٹکلیں اور جیپ کے چاروں ہارے بیکار ہو گئے۔ ساتھ ہی اُسے اپنی گاڑی کا بھی خیال آیا..... کہیں دوسرا آدمی اُسے نہ لے اُسے کنجی بھی اکنہن ہی میں رہ گئی تھی۔

وہ اپنی گاڑی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جاگے ہوئے ذہن نے صحیح رہنمائی کی تھی۔ اُر ایک پل کے لئے بھی چوک جاتا تو وہاں سے واپسی خود اس کے لئے منتہ بن جاتی۔

مورت آدمے دھر سے کار کی کھڑکی کے باہر لگی ہوئی تھی۔

بہر حال فریدی کا یہ خیال درست نکلا کہ وہ محض ان ہی دونوں کی وجہ سے ٹیکا تھا
ورنہ حیثیات میں تو خود اسے چاہئے تھا۔

اور پھر جب کچھ دیر بعد ہیڈ کوارٹر میں جملہ آور سے پوچھ کچھ شروع ہوئی تو پوری بات
کھل کر سامنے آئی۔

اس نے بتایا کہ وہ ریڑاڑا فونتی ہے۔ اس کام پر آمادہ کرنے والے نے اس کے لئے ہی
گن اور ایک جیپ میں ڈرائیور مہیا کی تھی۔ ڈرائیور کو اس نے آج سے پہلے سمجھی تھیں دیکھا
تھا..... اس سے کہا گیا تھا کہ ایک گاڑی فریدی کی کار کا راست اس طرح روکے گی کہ ہو سکا
ہے ایکیڈٹ نہ ہو جائے۔ اس کے بعد اس کا کام ہو گا کہ وہ فریدی سمیت دوسری کار والوں کا
بھی مغلیا کر دے۔ لیکن وہ یہ نہ تھا سماں کہ اس نے فریدی سے پہلے ان ہی دونوں کو ختم کرنا کیوں
مناسب سمجھا تھا۔ وہ اس کا جواب نہ دے سکا۔ اول تو اس سلطے میں کوئی داشت ہدایت نہیں
تھی کہ جعلی کی پہلی کس سے کرے دوسرے وہ خود فوری طور پر کوئی فیصلہ نہیں کر سکا تھا کہ
اسے کیا کرنا چاہئے۔

اور پھر جب اس نے اس کام پر اکسانے والے کا نام لیا تو سمجھی تھی رہ گئے۔ وہ ایک
مشہور اور نیک نام ڈیکٹیشن ہے۔ شہرت اس سلطے میں رکھتا تھا کہ نہ صرف مجرم کی زندگی
برکر رہا تھا بلکہ اپنی فقیرانہ زندگی کی بنا پر عوام میں مقبول بھی تھا۔ حاضرین کو اپنی ساعت پر
یعنی عنانہ آسکا۔ لیکن فریدی کے ہوتوں پر ایک پراسراری سکرہٹ دیکھی گئی۔

”اب کیا خیال ہے۔“ اس نے اس کی ہوئی سایہ سے پوچھا۔

”سمجھ میں نہیں آتا..... اس سلطے میں ہیراگی صاحب کا ہام.....“ وہ مختصر بات انداز
میں ہاتھ مٹا ہوا گوا۔

”ذکر کا تو پڑے گا.....“ فریدی نے خلک بچہ میں کھل

الس۔ لیا ہوئی سایہ نے فون پر نمبر ڈائل کر کے کسی کو مخاطب کیا اور شاید جواب سن

کر کسی قدر تحریر بھی ہوا۔ ریسیور کو کہ فریدی سے بولا۔ ”وہ اپنی سیٹ پر موجود نہیں ہیں۔“

”گھر کے قبر معلوم کیجئے۔“ فریدی نے کہا۔

گھر کے نمبر اس نے دوبارہ فون کر کے کسی سے معلوم کئے تھے۔ انہیں بھی آزمیلا۔ لیکن

جواب نہ ملا۔ دوسری طرف سختی بیکھری تھی لیکن شاید ریسیور اخنانے والا کوئی نہ تھا۔

”میرا خیال ہے۔“ فریدی نے کہا۔ ”میری دانت میں تو ہمیں خود ہی ان کے بیٹھے تک
چلتا چاہئے۔“

”مگر..... کیا آپ کسی خاص نتیجے پر پہنچے ہیں۔“

”ہاں..... آں..... میرا خیال ہے کہ مسز ہیراگی کا قتل ہمیں خود کشی کی خل
میں ہے گا۔“

”میں نہیں سمجھا۔“

”ہمیں دیرت کرنی چاہئے۔“ فریدی اٹھتا ہوا گوا۔

فلاںگ اسکوئیڈ کی گاڑیاں ایک بار پھر حرکت میں آگئیں۔

ڈیکٹیشن پلی جو اپنے ہام کے ساتھ ہیراگی بھی استعمال کرتا تھا صرف اسی ہام سے
مشہور تھا۔ رہائش ایک چھوٹے سے صاف سترے پہنچے میں تھی۔ بالکل تجارت ہتا تھا۔ حد یہ ہے

کہ سر کاری اور دلی بیک نہیں رکھتا تھا۔ اردنی کو حکم تھا کہ اپنے گھر پر پڑا بیٹھ کیا کرے اور تنگواہ
سر کاری خزانے سے وصول کرے۔ اپنے سارے کام خود اپنے ہاتھوں انجام دیتا تھا۔

پہنچے کا آمد و رفت والا دروازہ کھلا ہوا ملا۔ اسیں پلی نے کال مل کا بن دیا لیکن جواب

نہ آمد۔ کچھ دیر انقدر کر کے وہ بلا خربنگے میں داخل ہو گئے۔

بگھ تین کروڑ پر مشتمل تھا۔ ذرا انگکر دم میں پہنچ کر اسیں پلی نے اسے بلند آواز میں

پکارا۔ لیکن پاڑ گشت کے علاوہ اور کچھ نہ سن سکا۔

اور پھر ہیراگی کی لاش چھت سے لگتی ہوئی نظر آئی۔ گلے میں مری کا پچھا
پڑا ہوا تھا اور ری کا دوسرا امر اچھتے کے گڑے سے بندھا ہوا تھا۔

تموزی دیر سک وہاں قبرستان کا ساتھا طاری رہا۔ پھر اُس نے فریدی کی طرف مرا جو
فرش پر پڑے ہوئے سینگ فین کو بخوردیکھ رہا تھا۔
”کرع.....!“ اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ”یہ پہنچن گئی تھی یا آپ کو پہلے
سے علم تھا۔“

”بُر اگی ہے لوگ بظاہر خود کو بے داش رکھنا چاہتے ہیں اور ایسے حالات میں انہیں بھی
کرنا پڑتا ہے۔“

”لیکن یہ خود کشی..... آپ نے کہا تھا کہ قتل خود کشی کے روپ میں پیش کیا
جاسکتا ہے۔“

”بُری ہو اے..... یقین کیجئے..... بُر اگی کو گا گھونٹ کر مارنے کے بعد اس طرح
لکھا دیا گیا ہے۔“

”لیکن..... لیکن.....؟“

”کوہر دیکھئے.....“ فریدی نے فرش پر پڑے ہوئے سینگ فین کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے کہا۔ ”خود کشی کرنے والے آسان سے آسان طریقہ اختیار کرتے ہیں چہت سے سینگ
فین اتھرنا اور اس کی جگہ کڑے میں رہی باندھنا..... وقت چاہتا ہے کپتان صاحب.....
جسے زہر میر آئکے..... وہ رہی کے پہنچے سے اختیاب ہی کرے گا۔ ذہنی یا جسمانی
انتحال سے بچتے کے لئے یہ لوگ خود کشی کی طرف جاتے ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں اس
خواب گاہ میں خواب آور گولیوں کی کمی شیشیاں موجود ہیں، وہ تو بالکل یعنی ہیں ان کی سل
سل نہیں توڑی گئی۔ یہ دشیشاں خود کشی کے لئے کافی نہ ہوتی۔“

”لیکن ضروری نہیں کہ اس سک قانون کا ہاتھ بچنے سے پہلے یہ خواب آور گولیاں کام
کر جاتیں..... مختبوت اعصاب کے لوگوں پر یہ ذرا دیر سے اثر انداز ہوتی ہیں۔“ اُس نے
کہا۔

”کوں تو مختبوت اعصاب کے لوگوں کو خواب آور گولیوں کی ضرورت پیش نہیں آتی۔“

وسرے اگر وہ جلد سے جلد مرنا چاہتا ہے تو اس نے ذرا لگ روم والی چھت کے کڑے کو
کہوں نہیں استعمال کیا۔ ذرا لگ روم میں چھت کے پچھے کی بجائے پینڈھل فین استعمال ہوئے
تھا۔ کڑا بالکل خالی تھا..... یہاں دراصل قائل یا قاتم کوں نے جلد بازی سے کام لیا ہے۔
جہاں اسے گا گھونٹ ملا..... وہیں خود کشی کا منظر بھی ترتیب دے دیا۔ ہو سکتا ہے وہ بچھے
میں چکلی پار آئے ہوں۔ بُر اگی کو چھت سے پچھا اتارتے سے قتل ذرا لگ روم کا خالی کڑا
ضرور یا وہ آتا..... اور وہ پچھا اتارت کر خود کشی کرنے کی حالت بھی نہ کرتا۔

اُس نے پی کچھ در خاموش رہا پھر بولا۔ ”آپ نمیک کہتے ہیں۔ پھر اگر وہ قتل ہے تو اس کا
مطلوب ہوا کہ بُر اگی بھی در میانی آدمی ہے۔“

”صرف بھی نہیں بلکہ در میانی آدمی کا خاتمہ اصل ہرم کو تاریکی میں رکھنے کا باعث بھی
ہن سکتا ہے۔“ فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔ پھر اس نے یک بیک چوک کر کہا۔ ”وہ کار اور دو فون
لاشیں ان کے لئے آپ نے کیا کیا؟“

لاشیں ابھی تک شاخت نہیں ہو سکیں۔ گاڑی پر نصر آباد کی نمبر پیٹھ ہے۔ نصر آباد
سے فون پر رابطہ کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس نمبر کی گاڑی وہاں سے بچھلی رات کو چوری
ہوئی تھی۔ میں نے گاڑی کے مالک کو یہاں طلب کیا ہے۔

پھر اُس نے اپنے ساتھیوں سے مذکور کہا۔ ”یہاں کی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگایا جائے۔“

”اب مجھے اجازت دیجئے۔“ فریدی نے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”مٹھریے کر عل۔“ وہ مختار بندہ انداز میں بولا۔ مگر یہ قتل ہی ہے تو آپ خطرے میں ہیں۔“

”میں ہر وقت خطرے میں رہتا ہوں۔“ فریدی مسکریا۔ ”اور دروازے کی طرف
مزگا۔“



حمد نے ایک بار پھر فون پر فریدی سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی اور وہ مل ی گی۔

"میں کئی بار کوشش کرچکا ہوں۔" حید نے مادِ تحفہ پیش میں کہا۔ "اوہ اچھا..... میں آپ کو ایک اطلاع دینا چاہتا ہوں وہ یہ کہ کوئی کی گرانی ہو رہی ہے جس وقت میں روشن ہوا تھا ایک آدمی آپ کو معلوم ہے اور تو پھر مجھے یہ اطلاع کسی دوسرے سے ملی تھی ہائی آپ کو کیسے معلوم ہوا اور تو کیا یہاں کوئی اور بھی موجود ہے۔ اے نبادی لڑکی ہے بھجنی رات والی وہ جس کے سکون پر بکا کی کی نہیں وہ کہہ رہی ہے کہ میں تمہارے چیف کے لئے تمہارے بچپے گئی ہوں۔ آپ کی آنکھوں کے متعلق کچھ کہہ رہی تھی۔ میری تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کیا؟ کمال کرتے ہیں آپ بھی کیسے بچھا چھڑاؤں۔ وہ اس وقت بھی سامنے کھڑی اپنے مخصوص انداز میں سکرا رہی ہے کیا؟ لا شیں اوہ لیکن وہ کیا کر سکے گی اگر وہ اس پر تیار ہو تو اچھی بات ہے خبریے پوچھتا ہوں۔"

حید مادِ تحفہ پیش کی تھی سے بند کر کے جو لوگوں کی طرف مڑا۔

"میرا چیف کہتا ہے کہ دہاں دو لاشیں ملی ہیں اس کا خیال ہے کہ تم انہیں شاخت کر سکو گی۔"

"تمہیں بذریعہ کس بھی لاش شاخت کے لئے طلب کیا جاسکا ہے۔"

"کیا کسی دوسرے طریقے سے بھی کام نہیں لیا جاسکا خلاصہ!"

"مجھ نے عورت کی لاش سے علمی کا تکمیر کیا ہے۔"

"تو کوئی اور پڑو سی۔"

"میرے چیف کا خیال ہے کہ چونکہ تم اس کی فوہ میں رہتی تھیں اس نے تم نے خصوصیت سے دہاں آنے والی عورتوں پر نظر رکھی ہو گی۔"

"کیا بات ہوئی؟ بھلا عورتوں ہی پر خصوصیت سے کیوں نظر رکھی ہو گی۔"

"کیونکہ تم لاکوں کی بجائے لاکوں سے محبت کرتی ہو۔ یہ بھی میرے چیف ہی کا خیال ہے ورنہ میں اتنا بھی نامید نہیں تھاہری طرف سے۔"

"تم بھی آکو ہو اور تمہارا چیف بھی۔" وہ کسی قدر جھینپ کر بولی۔

حید نے پہلی بار اسے جھینپ دیکھا تھا۔

"میرا چیف ہو سکا ہے۔" حید نے سر ہلا کر کہا۔ "کیونکہ وہ کسی سے بھی محبت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔"

"میں نہیں جا سکتی اور تم یہ کیا کیوں کرو رہے ہے کہ میں اس کے لئے تمہارے بچپے گئی تھی۔"

"تم نے کہا تھا بایہ غلط ہے۔"

"میں تمہارے لئے تمہارے بچپے گئی ہوں۔" وہ اس کے چہرے کی طرف انگلی انداز کر بولی۔ "کیونکہ تمہاری ٹھکل الہڑ لاکوں ہی ہے۔"

حید نے مادِ تحفہ پیش سے ہاتھ ہٹا کر کہا۔ "نا آپ نے چونکہ میرا ٹھکل الہڑ لاکوں کی سی ہے اس نے وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔ خدا کی قسم کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔ آپ کے بارے میں اس نے جو کچھ کہا قطعی غلط ہے کیا؟ کیوں؟ اے باب رے؟ ہاں؟ ہاں؟ نہیں ہوں اچھی بات ہے۔" وہ رسیور رکھ کر مڑا اور تھوڑی

”ذیوٹی..... ذیوٹی ہے..... یہاں ہمارا ایک آدمی موجود ہے..... وہ جھیں لے جائے گا۔“

کچھ دیر بعد وہ اس پر رضاہند ہو گئی۔ لیکن حید اس سے یہ نہ معلوم کر سکا کہ وہ وہ اپنی پر کیوں بند ہے۔ پلٹے پلتے کہہ گئی ”میں تمہارا بیچھا نہیں چھوڑوں گی۔“ سارجنٹ ریمش یہاں حید کی دیکھ بھال کے لئے متعدد کیا تھا۔ وہی جوی کو اسی کے سکون پر شہر لے گیا۔

حید سو چارہا آخر کیا چکر بنے۔ کہانی ایک بے سر کی لاش سے شروع ہوئی تھی پھر وہ اس مکان تک پہنچتے ہے جہاں سے جہاڑہ اٹھا تھا۔ پھر ایک سال کے مردے مزد بھنی کے زندہ ہونے کی اطلاع ملی تھی۔ پھر چلا تھارا خور کا چکر..... اور اب یہ نیا حادث۔ ان دو مرد والوں میں ایک لاش اس لڑکی کے شوہر کی حیثیت سے شناخت کی گئی تھی اور اب حور۔ لاش کی شناخت کے لئے فریدی نے جوی کو طلب کیا تھا۔

جوی کے چلے جانے کے بعد تمہاری تری طرح کھل ری تھی۔ وہ سوچنے لگا کیا وہ پھر واپس آئے گی۔ یہ لڑکی ابھی تک اس کی سمجھ میں نہیں آسکی تھی۔ کیا وہ بھی بھر موں کے گردہ ہی سے تھنک رکھتی ہے۔

تو بیجے رات کو اُسے اطلاع ملی کہ جوی صرف مرد کی لاش شناخت کر سکی ہے۔ اس سلسلے میں اس نے مالک مکان کی حاصلیہ کی ہے۔ مورت کو اس نے پہلے بھی نہیں دیکھا تھا۔ یہ اطلاع ریمش نے دی تھی جو تمہاراپس آیا تھا۔ جوی کوٹر کے پارے میں وہ کچھ نہ بتا سکا۔

سنہری بو چھاڑ

ڈی۔ آئی۔ جی نے فریدی کو طلب تو کیا تھا یہ اب خاموش بیٹھا اس طرح دیکھ رہا تھا میسے گنگلو کے لئے نقطہ آغاز کی لاش ہو۔ بالآخر کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ ”کیا تم مجھ سے

دیکھ اسے غور سے دیکھنے رہنے کے بعد بولا۔ ”اب مجھ سے بیچ کر کہاں جاؤ گی۔“

ساتھ ہی چٹکوں کی جیب سے اعشاریہ دوپاچ کا پستول بھی نکل آیا۔ پستول کا درخ جوی کی طرف تھا اور حید کہہ رہا تھا۔ ”تم لوگ سمجھتے ہو کہ ہم اتنی آسانی سے مار لئے جائیں گے..... جھکڑیاں لگا کر یہاں سے شہر لے جاؤ گا۔“

”مگر..... کیا مطلب.....!“ جوی اس کی سنجیدگی پر بوکھلا گئی۔ ”بینچہ جاؤ.....!“ حید نے کرسی کی طرف اشادہ کیا۔

”نہیں.....!“ وہ بیس پڑی۔ ”تم مذاق کر رہے ہو۔“ ”میں جھیں گوئی مار دینے کی مدد مکن سنجیدہ ہوں۔“

”کیا یہ پاگل پن نہیں ہے۔“

”وہ آدمی ہماری کوشی کی مجرمانہ کر رہے ہے۔ ان میں سے ایک تم تھیں۔ تم میرے پیچے آئیں اور اُو جر جب میرا چیف باہر آیا تو اس پر قاتلانہ حملہ ہوں۔“ ”نہیں.....؟“ وہ بوکھلا کر کفری ہو گئی۔

”میں غلط نہیں کہہ رہا۔ اس پر ہای گوں سے حملہ ہوا تھا۔ جس کا نے رستہ بلاک کیا تھا اس پر ایک عورت اور ایک مرد پیشے تھے۔ دونوں شکلا ہو گئے۔ چیف اپنی پھرتی کی وجہ سے بیچ گیا۔“

”ترنی بھی نہیں ہوا؟“

”نہیں.....!“

جوی نے طویل سانس لی اور سکراتی ہوئی بینچے گئی۔ پھر دفعتاً بولی۔ ”اور وہ مرد اس لڑکے شوہر کی حیثیت سے شناخت کیا جا پچکا ہے۔“

”ہاں..... مالک مکان نے اس کی لاش شناخت کی ہے۔“

”میں ضرور چلوں گی..... لیکن وعدہ کرو کہ مجھے اپنے ساتھ واپس لاوے گے۔“

”میں تو یہاں سے مل بھی نہیں سکا۔“

”کیوں.....؟“

کمل کر گنگو کرنا پسند کرو گے۔“

”یہ آپ کیا فرمادے ہیں..... کمل کر گنگو کرنے کی جدات کیسے کر سکا ہوں۔“

”تم کسی بھی کیس کے سلسلے میں اس وقت تک کمل کر گنگو نہیں کرتے جب تک کر حالات کو پوری طرح اپنی گرفت میں نہ لے لو۔“

”اکثر میں نے اپنے اوہام تک گوش گزد کر دیے ہیں۔“

”اس میں بھی کوئی مصلحت رہی ہوگی۔“ ذہنی۔ آلی۔ مکر۔ پلا۔

”ایک گزارش میری بھی ہے۔“

”مکہ.....“

”جید کو آپ نے برادرست کیوں طلب فرمایا تھا۔“

”کوہ..... وہ ایک ذاتی مسئلہ تھا۔“

”کیا اس کے خلاف کوئی اہم روپرٹ ملی ہے۔“

”نہیں بھی..... دراصل ایک رشتے کے سلسلے میں اس کے ایک خاندان کے متعلق

”معلومات حاصل کرنی ہیں۔ وہ ان لوگوں کو قرب سے چانتا ہے۔“

”کوہ.....!“

”کیا وہاں بھی واپس نہیں آیا۔“

”تھی نہیں..... میرا خیال ہے کہ جی۔ سی۔ اچ سوسائٹی والے کیس کی کوئی نظری ہاتھ

آگئی ہے اور وہ مجھ سے مشورہ لئے بغیر الجلو گیا ہے۔“

”میں اس وقت دراصل اسی کیس کے متعلق گنگو کرنا چاہتا ہوں۔“

”فرمائیے۔“

”آخر اس لاش کو اس طرح مختصر اعلان کیا مقصد ہو سکا ہے جس طرح انہوں نے

”اس کے سر اور ہاتھ جگہ عائب کر دیے تھے اسی طرح لاش کے گلوبے کر کے اسے آسانی

”مارات سے ہٹا کر کھینچتے۔ پھر خود بھی غائب ہو جاتے۔ کسی کو کافیوں کا ان خبر نہ ہوتی۔“

”اُس کیس میں سب سے زیادہ دلچسپ پو اکٹھ لکھا ہے۔“

”تم کس تجھے پر بخپڑے ہو۔“

”بیکن فرمائیے..... بیکن سوال میرے ذہن میں بھی موجود ہے۔ لیکن ابھی تک اس کا کوئی معقول جواب نہیں مل سکا۔“

”پھر تم ٹھیک اسی عمارت میں جا پہنچے ہو..... جہاں سے جذارہ اٹھایا گیا تھا اور دوسرے دن تم پر تھاں حلہ ہوتا ہے۔ تم فیک جاتے ہو لیکن وہ دونوں بارے جاتے ہیں جنہوں نے تمہارا راست روکا تھا اور ان میں سے ایک جی۔ سی۔ اچ سوسائٹی والی متنزلہ کا مبینہ شوہر ثابت ہوتا ہے۔“

”وہ خاموش ہو کر کچھ دیر تک فریدی کے پیڑے پر نظر جاتے رہا پھر بولا۔ ”تم حلہ آوروں کا تعاقب کر کے ایک کوز فنی کر دیتے ہو اور دوسری تھہارے یہ ہاتھوں گرفتار ہو جاتا ہے۔“ ”ہاتھا بے کر کسی نے تم پر حمل کر لیا تھا۔ تم اس آدمی کے لئے بھی فوری طور پر بھیشن کوئی کر دیتے ہو کر اب تک وہ بھی قتل کیا جا چکا ہوا گا اور اس قتل کو خود کشی کا رنگ دینے کی کوشش بھی کی گئی ہو گی۔ اس طرح پولیس کی رسائی ڈی۔ ایس۔ پی۔ بیر اگی کی لاش تک ہوتی ہے۔ پوست ملزم کی روپرٹ تمہاری بھیشن کوئی سے مختلف کہانی نہیں سناتی۔ یہ سب کیا ہے.....؟ مجھے بتاؤ۔“

”میں کیا عرض کروں..... بعض اوقات قیاس بھی حقیقت میں تبدیل ہو جاتا ہے جو لوگ اس حتم کی سازشیں کرتے ہیں اپنی بل بل کی خبر رہتی ہے۔ اسی اندازے کی ہاتھ پر میں نے بیر اگی کے قتل کی بھیشن کوئی کی جی۔“

”بہر حال تم نے بیر اگی کو دریافتی آدمی سمجھ کر ہی بھیشن کوئی کی ہو گی۔“

”تھی ہاں..... میں جانتا تھا کہ بیر اگی کو مجھ سے کوئی ذاتی پر خاش نہیں ہو سکتی۔“

”پھر وہ کون ہو سکتا ہے..... جس کیلئے وہ اس حد تک جانے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔“

”بیکن تو دیکھنا ہے.....“ فریدی نے جواب دیا۔

"میں تمہارے اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔" ذی۔ آئی۔ جی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

فریدی نے طویل سانس لے کر کہا "میں آپ کو ہذاں بھی تو کیا..... خبر سننے..... آپ، وزارت امور خارجہ کا بھنی یاد ہی ہو گا۔"

"وہ جس کی موت کی تفیش کے سلسلے میں تم سونپ ریڈنگ کے تھے۔"

"مگر ہاں..... وہی.....!" فریدی نے کسی قدر آتائے ہوئے انداز میں کہا۔ "اُس کے سلسلے میں چنانہ میں کرتے وقت ایک حرث اگریز چیز سامنے آئی۔ وہ جی مسٹر بھنی کی عدم آباد سے واپسی؟"

"کیا مطلب.....؟" ذی۔ آئی۔ جی چوک کر بولا۔

فریدی نے اس کے پارے میں تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔ "بھنی کی موت کی خبر چھپائی گئی تھی..... آج بھی بہت کم لوگ اس سے واقف ہیں۔"

"لیکن یہ تو سوچو کہ اس کا مقصد کیا ہو سکا ہے۔" ذی۔ آئی۔ جی نے مختصر باند انداز میں کہا۔

"کیا آپ کو علم ہے کہ بھنی کی موت کی خبر عام کیوں نہیں ہوئی تھی۔"

"عابرِ کوئی میں لا اقوای پکر تھا۔"

"میں آج آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ الی کوئی بات نہیں تھی..... یہ چیز انہیں باور کرائی گئی جو بھنی کی موت سے واقف تھے۔ ان سے کہا گیا تھا کہ وہ اس کی موت کا ذکر کرو سے نہ کریں۔ کیونکہ اس سے بعض میں لا اقوای پیچید گیاں ہو سکتی ہیں۔"

"پھر کیا بات تھی.....؟" ذی۔ آئی۔ جی مختصر باند انداز میں آگے بجک گیا۔

"بات..... میرا خیال ہے کہ اسی میں اس سلسلے میں کچھ نہ تاکوں گا۔"

"کیوں.....؟"

"ایک بہت بڑے آفسر کا تھی معاملہ ہے۔"

"اوہ..... سمجھ گیا.....؟ تم وزارت امور خارجہ کے سکریٹری کی درخواست پر تیسیے گئے تھے۔"

فریدی پکھنہ بولا۔ ذی۔ آئی۔ جی کے چہرے پر کسی قدر بھجن گلاہت اور شرمدگی کے لئے جعلی آذان تھے۔



حید نے اطمینان کا سانس لیا۔ تو ذی۔ آئی۔ جی کے بیان براؤ راست ٹلبی کا رانہور دائلے واقعات سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

یہ بات اُسے فون پر فریدی نے بتائی تھی۔ لیکن واپسی کے لئے کچھ نہیں کہا تھا۔ تو پھر اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ ویسے ہار جام کا ہوش رو و انوائی ہی جگہ تھی کہ جب تک سہولت ہو، وہاں قیام کیا ہی جائے۔

پڑھی لکھی خوبصورت لڑکیاں سرد کرتی تھیں۔ رات کے کھانے کے واقعات میں فکر شو ہوتا تھا۔ کھرے ڈزز کے لئے الگ انعام تھا۔ اگر کوئی میرز پر تجھائی محبوس کرتا تو اس کے لئے ساتھی کا انعام بھی بطریق احسان ہو جاتا تھا۔

کچھ بھی ہو۔ اس نے سوچا اب یہاں تھہرنا مناسب نہیں۔ فریدی کی زندگی خطرے میں تھی۔ اسے رانہور یاد آیا۔ کیا یہ حرکت اسی کی ہو سکتی ہے..... خون کھون لے لگا اپنی بے بھی یاد کر کے۔

کاؤنٹر پر حساب بے باق کر کے وہ سوت کیس سنبھالے ہوئے باہر آیا۔ گیراج سے کار نکالی اور شہر کی طرف چل پڑا۔ لیکن گرفتار ہونے کا ارادہ نہیں تھا۔

شہر میں داخل ہونے سے پہلے وہ اپنے ریڈی میڈی میک اپ میں آگیا۔ نیجی وہی دونوں اپر گر اپنی ناک کے نہنبوں میں رکھ لئے جن کے کھچاؤ سے ناک کی نوک، کے ساتھ بالائی ہوت تھی کسی قدر اوپر اٹھ جاتا تھا اور سامنے کے دو دانت مستقل طور پر دکھائی دینے

پھر تاریک شیشوں کی عینک کا اضافہ تو گواہ میک اپ کا فٹکٹ ٹھی تھا۔ اب کون تھا جو حمید کو قریب سے بھی پہچان لیتا۔

”یہ سب پچھہ ہوا۔ لیکن وہ ابھی تک فیصلہ نہ کر سکا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ شہر پہنچ کر عیاں نے سوچا کہ اسے نیا گراہ کی طرف جانا چاہئے۔ جہاں دوسرا میں منزل کے کمرہ نمبر ۳۶ میں وہ اسی نام سے قیام کر سکے گا جو پرداز نے اس کے لئے منتخب کیا تھا۔“

اس نے ایک پیک ٹلی فون بروجھ کے قریب گاہی روڈی اور اڑکر بروجھ میں آیا۔ فون پر نیا گراہ سے رابطہ قائم کر کے پروفیسر شرما سے وہ نام دریافت کیا جس کے لئے کمرہ بک کیا تھا۔ ”شہر پر دنیہ.....!“ وہ سلسہ منقطع کرتا ہوا بڑھتا۔ ”تم تو اچھا خاصا ہے مگر فنی الال صورت اسکا نہیں ہے۔“

اس میک اپ کے بعد وہ آئینہ دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا۔ تو اب وہ شاہد پر دنیہ تھا اور یہ تو اس نے نیا گراہ کے اس کمرے میں پہنچنے کے بعد ہی سوچا تھا کہ آخر اس کی ضرورت ہی کیا تھی۔ سید حاکم رضا جاتا۔ لیکن چھٹی حس کو کیا کرنا جو کسی طرح بھی مگر کی جانب رغبت نہیں ہونے دیتی تھی۔

اس نے سوچا آخر وہ مگر کیوں نہیں جانا چاہتا۔ مگر کے بارے میں سوچتے ہوئے جو لی دکڑ پھر بیاد آئی اور وہ سوچتے لگا کیوں نہ اسے فون کیا جائے اس کے مگر کے فون نمبر وہ بھولا نہیں تھا۔

”وہ غسل کے ایچھنے سے رابطہ قائم کر کے نمبر بتایا۔ یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ دوسرا طرف سے جو لی کی آواز سنائی دی۔ ”بیلو..... کون ہے؟“

”بیکاونو.....!“ حمید احتجانہ انداز میں مسکرایا۔ تاک سے اپر گنگ ٹکال لیے تھے اس لئے مکراتے میں کوئی خاص دشواری نہیں نہیں آئی تھی۔

”اوہ..... تم ہو..... کہاں سے بول رہے ہو۔“

”نیا گرد کے کمرہ نمبر ۳۶..... دوسرا میں منزل شاہد پر دو جوہر ہم ہے۔“

”میں آرہی ہوں..... کہیں جانا ملت.....“ آواز آئی اور فوراً آئی سلسہ بھی منقطع ہو گیا۔

حمدیری سور کریڈل میں رکھتے وقت سوچ رہا تھا کہ اس لڑکی سے ایک کیس کی تفہیش کے دوران ملاقات ہوئی تھی۔ وہ خود ہی مل بیٹھی تھی۔ کیا یہ ضروری ہے کہ اس کا بھی ان واقعات سے کوئی تعلق ہو۔

”بالکل نہیں.....!“ وہ دل کو سمجھانے لگا۔ وہ ایک کھنڈری لڑکی ہے۔ اسکی لڑکیاں اس کی خاطر نہیں رہتیں کہ کوئی کسی سے ان کا تعاقب کرائے۔ وہ خود ہی مل بیٹھتی ہیں۔ ہو سکا ہے ہم دونوں میں سے کوئی اس کیلئے انتہائی پر کشش ثابت ہوا ہو کہ بے اختیار کھنڈی چلی آئے۔ وہ کمرے میں نہلا اور تمباکو پھوکنے لگا۔ آدمی سمجھنے میں کمی بدار پاپ بھرا گیا تھا۔ نمیک آدمی سمجھنے کے بعد کسی نے دروازے پر دستک دی۔

حمدید نے چھپت کر دروازہ کھول دیا۔ لیکن دوسرا سے ہی لمحے میں بوکھا کر پہنچے ہٹ جاتا پڑا۔ دروازے میں کھڑے ہوئے آدمی کے ہاتھ میں روپی اور تھا۔ ظاہر ہے کہ اس کا رخ بھی حمید ہی کی طرف رہا ہوگا۔ کھنڈی جسم کا دراز قدر آدمی تھا۔ عمر تیس اور پالیس کے درمیان رہی ہو گی۔ چہرے کی رنگت سے ظاہر ہوتا تھا کہ کشیدنی نشیات کا عادی ہے۔

”بیچھے ہو.....!“ وہ غریا۔

حمدید اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے پہنچے ہٹا چلا گیا۔ ساتھ ہی وہ اندر آگیا تھا۔ اس نے حمید کی طرف رخ کیے ہوئے لات مل کر دروازہ بند کیا اور روپی اور دالے ہاتھ کو دھیانہ انداز میں جنبش دے کر بولا۔ ”میں تمہیں جانتا ہوں..... تم ملکہ سر راغز زمانی کے ایک آفسر ہو۔ لیکن میں تمہیں زندہ نہیں پھوڑوں گا۔“

”خواہ خواہ.....!“ حمید سر جھک کر بولا۔

”خواہ خواہ نہیں..... میں نے آج تک بلاوجہ قتل نہیں کیا۔“

حید نے محسوس کیا کہ کیسپر ڈھیلا پڑتا جا رہا ہے۔ اس نے اسے دوسری طرف اچھا لپکنا اور خود تیزی سے اٹھ بیٹھا۔ کیسپر نے بھی اٹھنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ لیکن جو ان کے درمیان آتی ہوئی دھاڑی۔ ”یہ کیا ہو رہا ہے..... تم یہاں کیوں آئے ہو؟“
”وہ پچھنے بولا۔ سر جھکائے کھڑا رہ۔“

”تم میری..... نوہ میں رہتے ہو..... کیوں؟“ وہ اس کا شانہ جھبھوڑ کر بولی۔
اس نے سر اٹھا کر اس کے پیڑے پر نظر ڈالی اور پھر پلکن، جھپکائیں۔
”خاموش کیوں ہو..... بولو“ اس نے اسے پھر جھبھوڑا۔
”مم..... میں..... نوہ..... میں..... نن..... نہیں تھا۔“ وہ ہکلایا۔ ”کسی نے مجھے فون پر اطلاع دی تھی کہ تم اس کے ساتھ ہو۔“
”کس نے اطلاع دی تھی۔“

”مم..... میں نہیں جانتا..... اس نے ہم نہیں بتایا تھا۔“
”میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم اتحے کیجئے ہو۔ کیا میں اس سے شادی کرنے جادی ہوں۔ جاؤ..... لکھو یہاں سے..... چلے جاؤ..... اب کبھی اس سے اٹھنے کی کوشش نہ کرنا۔“
”وہ سر جھکائے ہوئے دروازے کی طرف ہرگز گیا۔ حید نے اسے باہر نکلتے ہوئے دیکھا اور اس حرمت انگیز تبدیلی کے متعلق سوچتا رہا۔“

جوں وکٹر نے دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا اور حید کی طرف ہرگز کر بولی۔ ”مجھے افسوس ہے..... یہ کیسپر تھا..... مجھے شدت سے چاہتا ہے۔ میرا کزن بھی ہے۔ ذیٹی اسے پسند نہیں کرتے۔ یہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ خطرناک قسم کا غذہ ہے۔ کٹر سے چس پیتا ہے۔ خیر یہ تو کوئی لسلکا بات نہیں۔ میں اس سے شادی کر لیتی۔..... لیکن تم نے ابھی دیکھا ہے۔“
”کیا دیکھا ہے.....“ حید کے لفجے میں حرمت تھی۔

”دوم دبا کر بھاگ گیا۔“
”پھر کیا کرتا.....؟“

”میرے قتل کر دینے کی وجہ بھی جلد ہی بیان کرو۔ کیونکہ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ ابھی ایک لڑکی یہاں آرہی ہو گی۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ یہاں میری لاش دیکھے۔ اگر تم نے کوئی محقول وجہ بیان کر دی تو ہم یہاں سے کہیں اور پلے چلیں گے اور پھر تم مجھے قتل کر دیتا۔“

”بلف کر رہے ہو۔“ وہ آنکھیں نکال کر بولا۔ ”یہاں کوئی نہیں آئے گا۔“

”اگرے یاد تم وجہ بیان کرو..... شاکنگ میں تمہاری نعلہ بھی رفع کر سکو۔ اس سے پہلے بھی کئی حضرات محض نعلہ بھی کی وجہ سے چڑھ دوڑے ہیں اور پھر انہیں شرمندہ ہونا پڑا ہے۔“
”میا آج کل تم جوں وکٹر کے ساتھ نہیں دیکھے جاتے۔“

”میرا خیال ہے کہ تم اس کے والد نہیں ہو۔“ حید نے ترشی دلی سے کہا۔

”تو چھمیں اعتراف ہے.....“ وہ دانت چیس کر بولا۔

”اگرے مجھے ڈر ہے کسی کا..... وہ خود ہی تو ملی تھی مجھ سے۔ میں نے کوشش نہیں کی تھی کہ وہ میری طرف متوجہ ہو..... اور پھر تم ہو کون۔“

جواب میں وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کسی نے دروازے کو دھکا دیا۔ بس پھر وہ دروازے کی طرف متوجہ ہوا تھا کہ حید نے صرف اس کے روپ اور پہاٹھے ڈال دیا بلکہ باسیں کھینچی پر اس زور کا کم رسید کیا کہ وہ لا کھڑا تھا ہوا کئی قدم یاچھے ہٹ گیا۔

اب روپ اور حید کی گرفت میں تھا..... اور جوں وکٹر دروازے میں کھڑی تھیں انداز میں پلکن، جھپکاری تھی۔

دفعہ اٹھی نے اس بات کی پرواہ کے بغیر کہ خود نہتا ہو چکا ہے حید پر چلا گک لگائی۔ حید یہاں گولی نہیں چلانا چاہتا تھا..... اور نبھر بھل کی طرح یہ خیال ڈھن کے ہار یک گوشوں سے ابھر اکہ روپ اور حید معلوم ہوتا ہے۔

اب دونوں فرش پر آرہے تھے۔ اپاٹک جوں وکٹر چینی۔ ”کیسپر..... کیسپر..... یہ کیا ہو رہا ہے..... الگ ہٹو..... بہت جاؤ..... ہٹو۔“

"اوہ..... تو کیا میں تمہیں اچھی نہیں لگتی۔"
 "اوہر دیکھو..... تمہارے علاوہ اور کسی کو یہ نہیں معلوم کہ میں یہاں شاہد پروپری کے ہم سے مقین ہوں۔"

"ہوں..... سمجھی۔" وہ سر ہلا کر بولی۔ "لیکن یہ تو سوچو ڈیزیر کیپشن کہ مجھے اس سے کیا فائدہ کہ میں خود ہی تم پر حملہ کراؤں اور پھر خود ہی بچانے بھی دوڑی آؤں۔"

"قطیق فائدہ ہے۔" حید نے سبیل گی سے کہا۔ "تم اٹھی کھوپڑی رکھتی ہو۔ اندر فلوں میں تم نے دیکھا ہو گا کہ ہیر و سن غندوں میں گھری ہوئی ہے کہ اپاٹک کسی طرف سے ہیر و خود اور ہو کر نوٹ پڑتا ہے ان پر۔ پھر تو ہیر و سن کو اس سے محبت کرنی ہی پڑتی ہے۔"

"تو میں نے جاتب کا دل چیتنے کے لئے یہ حرکت کی ہو گی۔" وہ خڑیے لجھے میں بولی۔ "بھبھی آئینے میں بھجی دیکھی ہے لومزی جسی ٹھلل۔"

"تو پھر بکھر جلدی سے کیا بات تھی..... میرے پاس وقت نہیں ہے۔"
 "میرا خیال ہے کہ میں..... ان لوگوں کے گروہ ہے تعلق رکھتی ہوں جو تمہیں یا تمہارے چیف کو قتل کر دینا چاہتے ہیں۔"

حید پکھت بولا۔ وہ اسے انکی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے کہی ہوئی بات کا وزن معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

دفعاً جو لی نے بھپٹ کر گیسپر کا ریو اور اخالتیا جو اس ہنگامے کے دوران حید کے ہاتھ سے ٹھلل کر انیک کوشے میں جاگرا تھا۔

"اب بتاؤ.....!" وہ اس کا رخ حید کی جانب کرتی ہوئی بولی۔
 "ریو اور خالی ہے.....!" حید سکریا۔

"تمہارا خیال خلل ہے..... یہ دیکھو.....!"
 بے آواز ریو اور کی گولی نے میز پر رکھے ہوئے بلوڑی اٹھنے کے ہمراہ اس کھوئے کر دیئے۔

"ایک بھرپور باتھ میرے منہ پر رسید کرتا اور ہاں پکوکر گھینٹا ہوا یہاں سے لے جائے۔ مجھے عاشق نہیں پا جائے..... مژر کیپشن..... میں مر دیا جاتی ہوں۔"
 "مردی خطرناک فنڈے ہوتے ہیں۔"

"نہیں..... مرد ہے جو اپنی توجیہ کی طرح بھی برداشت نہ کر کے..... اس معاشرے میں عورت، مرد، بیوی یا بھوپر کی تخصیص نہ کرے..... کیا سمجھے۔"

"تو بھری ہاں کیوں آئی ہو۔"
 "تمہاری زندگی تھی اس لئے قدرت کی طرف سے انظام ہو گیا۔"

"اوہ..... کیا مجھے اتنا کیا گذرا بھجتی ہو۔"
 "کیا اس نے تمہیں ریو الور سے گور نہیں کر رکھا تھا..... اگر میں نہ آجائی تو تمہیں اس پر حملہ کرنے کا موقع ہی نہ ملتا۔"

"اے کس نے مطلع کیا ہو گا۔"
 "ہو گا کوئی.....!" جو لی نے لاپرواں سے شانوں کو جیش دی۔
 "لیکن مجھے تو دیکھا ہی پڑے گا کہ کون ہے۔"

"کیوں.....?"
 "غایبادہ گیسپر کے مراجع سے اچھی طرح واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کس حرم کی خبریں اسے فوری طور پر اتنا مشتعل کر دیں گی کہ وہ قتل بھک کر گذرے۔ ابھی کل ہی میرے چیف پر بھی قاتلانہ حملہ ہو چکا ہے۔"

"ہاں اس نقطہ نظر سے تو سوچا پڑے گا۔" جو لی نے کہا اور اس کی آنکھوں سے گمراہ
 مترش ہونے لگا۔

"چلو ختم کرو.....!..... تم اپنے ہی تعلق مجھے کچھ بتاؤ۔"
 "اپنے بارے میں کیا بتاؤ۔"
 "میرے پیچے کیوں پڑ گئی ہو۔"

جید خاموش ہو گیا۔ جولی مسکرا کر بولی۔ ”تم سمجھے تھے شاید کیسپر نے ریو الور کی پروادن کر کے تم پر اس لئے چلاں گے لگائی۔ تمی کہ وہ خالی تھا..... شش..... وہ ایسا ہی نہیں بھر ہے..... جب اس پر خون سوار ہوتا ہے تو حمل اس سے دور بھاگتی ہے۔ یہ لو۔“ اس نے ریو الور جید کی طرف اچھال دیا۔



فریدی بہت خور سے اس کی بکانی سن رہا تھا۔ اس کے خاموش ہوتے ہی بولا۔ ”چم
کیا ہوا۔“

”ریو الور میری طرف اچھال کرنے سے میں بھری ہوئی کمرے سے نکل گئی تھی۔“ جید نے طویل سانس لے کر کہا۔ ”میں جہاں تھا وہیں رہا۔ چم یہی دیر بعد اپنے اعصاب پر قابو پاس کا تھا۔ وہ چاہیچی تھی..... میں نے نیا گراں کی پوری غارہت چھان ماری۔ دیکھنا یہ ہے کہ کسپر کو فون پر اطلاع کس نے دی تھی۔“

”ظاہر ہے کہ وہ یا تو پرداز ہو سکتا ہے یا چھر وہ لوگ جو تمہیں اس رات نیا گراں میں چھوڑ گئے تھے۔“

”رانحور.....!“ جید نے نہ اسامنہ بنا کر کہا۔

”کوئی بھی ہو سکتا ہے..... لیکن وہ جولی اور کیسپر سے اچھی طرح واقف ہے۔“

”آپ کیا کر رہے ہیں۔“

”غتریب ایک بڑا کھیل دیکھو گے۔“ فریدی مسکریا۔

”کیا یہ کوئی ایسا ہی اہم معاملہ ہو سکتا ہے کہ ہم دونوں کو ختم کر دینے کی ضرورت محسوس کی جائے۔“

”کیوں نہیں..... خود سچو..... میں نے بھنی کی لاٹ نہیں دیکھی تھی اسے وہیں دفن کر دیا گیا تھا اور میں تھفہ کے بعد سوئزر لینڈ پہنچا تھا۔ بہر حال اب وہی بھنی یہاں زندہ ہے۔“

دیکھا جا رہا ہے اور ایک صاحب ایسے بھی ہیں جو تم پر کوئی نشانہ دو استعمال کر کے تم سے دن بھر کی روپرست حاصل کر لیتے ہیں۔“

”اور یہ کہانی اس پر سرد پلاٹ اس سے شروع ہوئی تھی۔“ جید نے کہا۔
”ہاں..... آس..... اسی کے توسط سے تو بھنی زندہ ہوا ہے۔“

”کیا ہیں پوچھ سکتا ہوں کہ بھنی کے سلسلے میں آپ نے سوئزر لینڈ میں کیا کیا تھا۔“
”چم بر کی علاوہ اور کوئی پارہت تھا۔“

”آپ کو ہاں بیجن کا مقصد کیا تھا۔“

فریدی جواب میں کچھ تینے ہی دالا تھا کہ فون کی تھنی بھی۔ رسیور اٹھا کر وہ کچھ کہنے کی
والا تھا اور چم بر ”ٹھیک ہے“ کہہ کر رسیور رکھ دیا تھا۔

”مقصد.....!“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ ”تم مجھ سے یہ کیوں نہیں پوچھتے
کہ جولی و کثر تمہارے پیچے کیوں پڑ گئی ہے۔“

”بھلایہ میں آپ سے کیوں پوچھنے لگا۔“

”یہ بھی معمولی بات ہے۔“ فریدی نے اپرواٹی سے شانوں کو جیبھی دی۔
جید تھوڑی دیر یک خاموشی سے پاپ کے بلکے بلکے کش لیتا رہا چم بر بولا۔
”تو بھنی..... رانحور کے ہٹ میں مر اتجھا۔“

”ہاں..... اسے الیکٹریک شاٹ لگا تھا۔ رانحور کا بیان ہے کہ وہ اس وقت اپنے ہٹ
میں موجود نہیں تھا۔ بھنی بخیثت مہماں وہاں مقیم تھا۔“

”کسی سرکاری کام سے وہاں گیا تھا۔“

”نہیں وہ چم بر تھا۔“

”چم بر آپ کے بھیجے جانے کی وجہ سے بھنی آتی۔“

فون کی تھنی چم بر بھی اور فریدی اسے جواب دینے کی بجائے فون کی طرف متوجہ ہو گیا۔
اس بار بھی اس نے پہلے ہی کی طرح خاموشی سے کال رسیور کی اور سلسلہ منقطع کرنے سے

پہلے صرف اتنا ہی کہا کہ "اے جلد از جلد حالات سے مطلع کیا جائے۔"

حید کی الجھن بڑھی جاری تھی اور سوالات کا ایک ریا تھا جو ذہن کے تاریک گوشوں سے ابھر کر شور میں پھیل چکے ہوئے تھے۔

دفعہ اس نے فریدی کو عجیب نظر دن سے گھورنا شروع کیا۔

"خبرت.....؟" فریدی سُکریا۔

"وہ لڑکی.....؟" حید انھا کر بولا۔ "اس لڑکی کے بارے میں تو پوچھ کر زیور رہوں گا ہے آپ راحمور کے ہٹ سے اخالے گے تھے۔ م..... میرا مطلب ہے لگ کیوں اخالے گئے تھے۔ لفڑا اخالے جانا ہی میرے لئے بے حد یہ جان انگیز ہے..... اس لئے مم..... میری ہکلا ہٹ کو معاف..... فف..... فرمائیے گا۔"

"وہ بھنی کی محبوبہ تھی۔"

"اوہ..... تو مردے کامل سمجھ کر اخا کر لے گئے تھے۔ استغفار اللہ۔"

فریدی سُکر اتارا۔ پچھہ در بعد اس نے کہا۔ "وہ بھی حادث کے وقت ہٹ میں موجود نہیں تھی۔"

"تو اس سے پوچھ چکے کرنے کے لئے اخالے گئے ہوں گے۔"

"لفڑا اخالے جانا چاہیج تھا رے لئے کافی لذت انگیز ثابت ہو رہا ہے۔" فریدی نشک لبجھ میں بولا اور کوٹ کی اندر ورنی جیب سے ایک تصویر نکال کر حید کے سامنے ڈال دی۔

"کیا بھی تھی۔" حید نے بے ساخت پوچھا۔ فریدی نے اثبات میں سر کو جیش دی اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ حید تصویر کا جائزہ لیتا رہا۔ وہ جذک خدو خال والی ایک صحت مند لڑکی تھی۔

"جوںی وکٹر اور اس کے پڑوی تصویر کو شاخت کر پکے ہیں۔" فریدی کھڑکی سے نظر ہٹائے بغیر بولا۔

"اوہ.....؟" حید اچھل پڑا۔ "تو وہ بے سر و پالا اس کی تھی۔"

"قطیع طور پر بھی کہا جا سکتا ہے۔"

"لیکن..... لیکن..... آپ کو اچاک اسی کا خیال کیسے آیا۔"

"اس مکان میں جہاں سے جہاڑہ اٹھا تھا..... انگلیوں کے نٹاٹاٹ کی علاش کی جم کے دوران میں اس کی انگلیوں کے نٹاٹاٹ بھی ملے تھے۔"

"تو کیا تصویر ہی کے ساتھ اس کی انگلیوں کے نٹاٹاٹ بھی آپ کے ریکارڈ میں موجود تھے۔"

"یقیناً..... ورنہ اتنی جلدی اس نتیجے پر کیسے پہنچا۔" فریدی سارگار کا گوشہ توڑتا ہوا بولا۔ "اور تمہیں یہ معلوم کر کے ہر زیدہ حرمت ہو گی کہ اس لڑکی کا تعلق دنیا کی خطرناک ترین تنظیم مانیا سے بھی تھا۔"

"تب تو آپ نے سوتھر لینڈ سے واپسی کے بعد بھی اس پر نظر رکھنے کی کوشش کی ہو گی۔"

"میں ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ وہ سوتھر لینڈ میں ہی مجھے جمل دے کر غائب ہو گئی۔ میں اسے راحمور کے ہٹ سے زبردستی لے گیا تھا۔ ایک خاص معاملے کے تعلق اس سے پوچھ چکھ کرنی تھی لیکن بالآخر وہ میرے ہاتھ سے بھی گئی اور میں اپنے مقصد میں ہاتا رہا۔"

"کس معاملے میں پوچھ چکھ کرنی تھی۔"

"بھنے افسوس ہے حید صاحب۔ اس معاملہ میں اس وقت تک کچھ نہ بتا سکوں گا جب تک صاحب معاملہ اس کی اجازت نہ دے۔"

"اچھا..... اچھا.....! حید نے سر ہالا یا اور بولا۔" ایک بات اور..... کیا اس لڑکی سے بھنی بھنی کی موت چھاپائی گئی تھی۔"

"یقیناً.....!

"بھنے حرمت ہے۔ بھنی کوئی اہم سرکاری خدمت بھی انجام نہیں دے رہا تھا۔ پھنسی پر

تحاں کے باوجود بھی آج تک سرکاری کانفرنس میں زندہ ہے اور اس کی تجوہ بھی لگ رہی ہے..... دوسری طرف آپ کہتے ہیں کہ یہ ایک بڑے آفسر کا جنی معاملہ ہے۔ مجھے بتائیے کیا یہ جرم نہیں ہے۔ اس بڑے آفسر کو کب یہ حق پہنچتا ہے کہ.....!

"میری بات سنو۔" فریدی ہاتھ انداز کر بولا۔ "بھنی کی موت و قتل طور پر چھپائی گئی تھی۔ اس کے بعد اسے سرکاری کانفرنس میں زندہ رکھنے کی ذمہ داری صرف مجھ پر ہے۔ میرے مشورے پر ایسا کیا گیا ہے۔"

"پہلے تو آپ نے کہا تھا کہ بھنی کی موت کی خبر چھلتے پر بعض نین لااقواں جچید گیاں ہیں اسکتی ہیں۔"

"اس وقت میں بحث کے مذہب میں نہیں تھا۔"

"جنم میں جائے۔" حیدر گروں جھک کر بولا۔ "میں بھی اس وقت بحث کے مذہب میں نہیں ہوں۔ یہ بتائیے کہ آپ کیسپر کے لئے کیا کر رہے ہیں۔"

"اب اس کی گمراہی بھی کی جائے گی۔"



ڈی۔ ایس۔ پلی ہیر اگی کی جدت انگریز موت کی خبر بھل کی آگ کی طرح پورے شہر میں بھیل گئی تھی۔ اخبارات نے تفصیل کے ساتھ واقعات پر روشنی ڈالتے ہوئے خیال ظاہر کیا تھا کہ یہ سب کچھ کسی نین لااقواں گروہ کی سازشوں کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ دشمن ممالک کے جاؤں عرصہ سے کوشش کر رہے ہیں کہ ملکہ سری رنسانی کے نین لااقواں شہرت رکھنے والے ایک آفسر کو اپنے راستے سے ہٹادیں۔ ڈی۔ ایس۔ پلی ہیر اگی نالباً انہیں کا ایجنت تھا۔ سازش ناکام رہی۔ اس نے اس کے پشت پناہوں نے اسے بھی ختم کر کے خود کشی انجام کر دی۔ انہیں خدش تھا کہ ہیر اگی ان کی شاندی کر دے گا۔ خیال ہے کہ آفسر نے کور کو سازش کا علم ہو گیا تھا۔ درستہ ہیر اگی کی موت کی پیشین گوئی کیے کر سکتا۔ پوست ملزم کی رپورٹ بھی

بھی کہتی ہے کہ ہیر اگی کی موت رہی کے پھرے سے جھیں واقع ہوئی۔

دوسری طرف حیدر سوچ رہا تھا کہ اگر یہ غیر ملکی جاؤں کی حرکت تھی تو ان کی پہلی کوں کی چاری ہے۔ پہلے تو بھی ایسا نہیں ہوا۔ اس کے بر عکس انہیں تو چپ چاپ نکلنے لگا دینے کی کوشش کی جاتی تھی۔

حیدر نے بھی سوال فریدی سے کیا تھا؟ جواب ملا۔ "بے پر کی اڑاتے ہیں..... یہ لوگ بھی۔"

اس جواب پر بھنا کر خاموش ہو گیا تھا۔ پھر بات آگئے نہیں بڑھی تھی اور حیدر صرف جولی و کنز کے متعلق سوچتا ہوا اگر سے رخصت ہو گیا تھا۔

کیا چیز ہے۔ انکی پر کشش لڑکیاں شادوں نادر ہی نظر سے گزری تھیں۔ ذاتی اعتبار سے بھی عجیب ہی تھی۔ حیدر سوچ رہا تھا اگر اس کی بکواس پر یقین کر لیا جائے تو وہ محلی ہو گیا۔ میں اسی ذاتی کی حالت تھی۔ اسے رام گڑھ کی تاریخ یاد آئی جو اپنے دشیان قتل کے تصور سے گی لطف اندازو ہوا کرتی تھی۔

پچھے دیر بعد اس نے ایک پیلک فون بو تھے جو جولی و کنز کو متوجہ کرنا پاہا۔ لیکن دوسری طرف سے غریبی ہوئی آواز سن کر سلسلہ متعاقب کر دیا۔

"اب کیا کرے۔ اس وقت تھا نہیں رہنا چاہتا تھا۔ ساتھی کی ٹااش تھی اپنے گھے یا پیشے کے متعلق کچھ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔"

بہر حال وہ اسی طرح بور ہوتا ہوا کینے نوروز آپنچا۔ یہاں کاؤنٹر گلر ک ایک لڑکی تھی۔

اس پر نظر پڑتے ہی حیدر نے سوچا کہ اسے تو لڑکی کے بجائے "چشمی" کہنا چاہئے۔ آخر کس بنا پر لڑکی کہتا جب کہ اس کے جسم میں بڑی بڑی آنکھوں کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔ خاص انداز میں لگایا ہوا کابل ان کی جسمات پچھے اور بڑھا کر انہیں پورے جسم پر حاوی کر دیا تھا۔

"چشمی صاحب۔" اس نے کاؤنٹر کے قریب بھیج کر کہا۔ تو راتی فون ڈائریکٹری عدالت کیجھے۔

"میرا تم شی ہے۔" لڑکی ناخن ٹھوکار لجھ میں بولی اور ڈائرکٹری اس کی طرف سر کاتی ہوئی رجسٹر پر جگ پڑی۔

"صرف حق کے اضافے سے آپ بالکل واضح ہو جاتی ہیں۔" حید نے آہستہ سے کہا۔

"تھی.....!" لڑکی نے تھیکی نظر دوں سے دیکھا۔

"میں اپنی خلط فہمی پر نادم ہوں محترم۔" حید نے نہایت ادب سے کہا۔

"نہیں پہلے کیا کہا تھا۔" وہ تیز لجھ میں بولی۔

"تھی کہ میری یاد داشت اب قابلِ اعتماد نہیں رہی..... شی میں حق کا اضافہ اس کی دلیل ہے۔"

"میں بے وقوف نہیں ہوں مشر۔" اس نے ڈائرکٹری اپنے طرف کھینچتے ہوئے کہا۔

"ٹھی فون خراب ہے..... لائکن ڈیٹھ ہو گئی ہے۔"

"مجھے کال نہیں کرنی..... صرف ایک نمبر کی علاش ہے۔"

"تعارف حاصل کرنے کا گھنیاطریقت۔"

"خدا جسمیں تدرستی عطا کرے۔" حید نے شفہی سانس لی اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

باہر نکلتے نکلتے ایک آدمی اس طرح اس کے پہلو سے رگڑتا ہوا گزر اکہ بے اختیار تاؤ آیا۔ لیکن پھر سنجھل جانا پڑا۔ مخصوص قسم کا اشارہ تھا۔ اس نے اپنے کوٹ کی جیب پر

محسوس قسم کا دباؤ محسوس کیا تھا۔ مز کر دیکھے بغیر وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس طرح دھکا دے

کر گزرنے والے نے کوئی چیز اس کی جیب میں ڈالی تھی۔

اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹوٹا۔ کاغذ کا ایک گلزار تھا۔ اس نے اسے جیب ہی میں پڑا۔

ربنے دیا اور خود آگے بڑھتا چلا گیا۔

لیکن اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ فریدی ایسے طریقے کب اختیار کرتا ہے۔

کاڑی اسی کینے کے سامنے چھوڑ کر وہ دوسری سڑک پر آیا اور ہوٹل ڈی فرانس کے ہال

میں داخل ہوتے ہی سیدھے با تھوڑوم کار بخ کیا۔

پرچ جیب سے کال کر پڑتے وقت باقاعدہ طور پر سانس پھول رہی تھی۔ لکھا تھا۔

"میل نمبر گیارہ..... وزیر صنعت و تجارت کی کوئی تھی..... تو یہ رات۔"

اس نے پرچہ چھاڑ کر گولی سی ہنائی اور اسے قفس میں ڈال کر بہادیا۔ اس قسم کی پیغام رسائی کا مطلب یہ تھا کہ فریدی نے اس کے مگر چھوڑ دینے کے بعد ہی کوئی اہم فیصلہ کیا تھا اور یہ کہ خود حید کی گمراہی بھی اس کے ملکے ہی کے آدمی کرتے رہے تھے۔ اس قسم کی پیغام رسائی اسی وقت ہوتی تھی جب شہر ہو کر خود بھرم سراغ رسائی کی نوہ میں ہوں گے۔

شہر و نادرتی اس کی نوبت آتی تھی۔ لیکن ایسے موقع پر انہیں ہمیشہ موت کے جزوں میں ہاتھ دے دیتا پڑتا تھا۔

اس نے ہوٹل ڈی فرانس میں کافی پلی اور بیٹھا سوچتا رہا کہ ابھی تو دو گھنٹے باقی ہیں۔ دیکھا جائے گا..... ویسے اب اسے بہت زیادہ محتاط رہنا تھا..... دیکھنا تھا کہ اس کی گمراہی تو نہیں ہو رہی۔ اصول کے مطابق اس مکہ اس پیغام کے پہنچنے کے بعد سے ملکے کے آدمیوں نے اس کی دیکھ بھال بند کر دی ہو گئی تاکہ وہ کسی خلط فہمی میں جگانہ ہو سکے۔ یعنی ہا معلوم تعاقب کرنے والوں کو ملکے سے متعلق سمجھ کر دھوکا نہ کھا سکے۔

سازھے سات بیجے وہ ہوٹل ڈی فرانس سے اخراجی گاڑی دیں رہنے والی جہاں چھوڑی تھی اور میل نمبر گیارہ کی سمجھیں کے لئے پیدل عی چل پڑا۔

میل نمبر گیارہ کا مطلب تھا ایک مخصوص نیکانے پر میک اپ کر کے ہتاں ہوئی جگہ کے لئے روکی۔ شہر میں بیتھے ایسے نیکانے تھے۔ ان میں سے اکثر کی سمجھیاں حید کے پاس رہتی تھیں۔ وہ ان میں سے کسی ایک جگہ بیٹھ کر میک اپ کر سکتا تھا۔ اس میل نمبر گیارہ کا سب سے مشکل مرحلہ تھا کسی عمارت میں چوروں کی طرح داخل ہوا۔

ایسے میں اگر اپاٹک صاحب خانہ سے ملاقات ہو جائے تو فوری طور پر "السلام علیکم" یہ اڑے سکتا ہے۔ وہ کم از کم "و علیکم السلام" کے بعد ہی کسی قسم کی کارروائی کے امکانات کا جائزہ

”اوہری پڑے آؤ۔“
حید جہازیوں میں بھیں پڑا۔ فریدی دیوار سے لگا کھڑا تھا۔ اسی میں مخلن دکھائی دی۔ اس لئے اندرازہ کرتا خود نجما کر دی بھی میک اپنی میں ہے یا نہیں۔

”اس دروازے میں.....“ وہ حید کا ہاتھ پکڑتا ہوا بولا۔

دوسرے ہی لمحے میں وہ چہار دیواری کے اندر تھے۔ فریدی نے مذکور دروازہ متقتل کیا۔ پھر حید اندر ہیرے میں اس کے ساتھ چلا رہا۔

یہ بڑی ابھی بات تھی کہ کپاڈنڈ میں داخل ہونے کے بعد سے ابھی تک اس نے کسی کتے کی غائب نہیں سنی تھی۔ دونہ ہاتھ پر بھول جاتے۔ انہیمے میں کتنی کتے کی غائب نہیں۔ اسے ایسی ہی معلوم ہوتی تھی۔ جیسے یہ وقت پڑا توں خبیث روشنیں گونج پڑی ہوں۔

اس کا ہاتھ فریدی کے ہاتھ میں تھا اور وہ اندھوں کی طرح چل رہا تھا۔ کپاڈنڈ کے پار کی حصوں سے گزرتے ہوئے وہ بالآخر رہائشی عمارت میں داخل ہوئے۔

پھر اندر ہیرے ہی میں انہوں نے زینے بھی طے کیے اور عمارت کی تیری منزل پر پہنچے۔ پر پتاروں بھر آئیں۔ صدہ سال پرانی کشت و خون کی کہانیاں شارہ تھا۔ یہے موقع پر حید کو اس عظیم خلاصہ کی۔ یہے کراس پہنچائیں ایسی کہانیاں ضروریں اور دلائی تھیں اور وہ خود کو بھی ہزارہ سال پر اتنا آدمی تصور کرنے لگا تھا۔ سوچتا آج بھی تو سب ایک دوسرے کی گھاٹ میں ہیں۔ خون ضرور نہیں گا خواہ وہ قانون علی کے نام پر کیوں نہ ہو۔

فریدی اس سے کہہ رہا تھا۔ ”یہاں اس شیپریکارڈر کی جیسیں خاتلت کر۔“ وہ زیرِ موصوف کو نہیں معلوم کر رہا کوئی شیپریکارڈر بھی ایسا گیا ہے۔

”آپ کی موجودگی کا علم ہے انہیں۔“

”ہاں ہیری موجودگی کا علم ہے انہیں۔ وہ نہیں چاہے کہ کسی کیس کے سلسلے میں ان کا ہام آئے۔ لیکن مجھے اپنا پچاؤ بھی تو مد نظر ہے۔“

”میا پچر ہے۔“

لے گا۔

لیکن کوئی نہیں چانتا کہ مالک مکان کے علاوہ کتنے ہوں گے۔ کتنے جو سلام روپیور کرنے سے پہلے ہی مزاج پری کر بیٹھتے ہیں اور پھر بیہاں تو وزیر تجارت و صنعت کی کوشش کا محاملہ تھا۔ دو عدد سلے منتروں کی خوفناک تخلیکیں بھی آنکھوں میں پھر گئیں۔ ستری آزاد علاتے سے تعلق رکھتے تھے اور پہلی ہی آواز پر جواب نہ ملنے پر گولی مددینا ہی ان کی سب سے بڑی خصوصیت تھی۔

حید بنے طویل سانس لی اور آہستہ آہستہ چلا رہا۔ کنی ایسی گلیوں میں تھا جہاں اس کا اندازہ بخوبی ہو سکتا کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے یا نہیں۔

منزل مخصوصہ بک پہنچ پہنچے وہ بالکل مطمئن ہو گیا کہ اس کا تعاقب نہیں کیا گیا۔ لیکن سب سے بڑا سوال تو یہ تھا کہ وزیر موصوف کی کوشش میں گھنے کے بعد اسے کیا کرنا ہوگا۔ میک اپ کر لینے کے بعد کوئی کے قریب بھی پہنچ گیا لیکن اس سوال کا کوئی مناسب جواب نہ مل سکا۔

گیٹ کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس نے خونخوار حرم کے منتروں پر نظر ڈالی۔ ایک شاید پہلے سے وہیں کھڑا تھا اور دوسرا۔ بھی ابھی اندر کار اوٹ لے کر دہاں پہنچا تھا۔ حید آگے بڑھتا پلا گیا۔

علامت کے گرد تقریباً دس فٹ اونچی چہار دیواری تھی۔ پورا چکر لے کر وہ عمارت کی پشت پر آ رکا۔

اب کیا نقاب لگانی پڑے گی۔ وہ سونپنے لگا۔ لیکن نیک اسی وقت پشت سے بھلی ہی سینی ستائی دی۔ اگر سینی کا اندازہ پہنچانا ہو تو مرتے وقت روپر ضرور نکل آئے۔ آواز کی جانب بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ جہازیوں کے قریب پہنچ گیا۔ جہاں سے دیوار دوسری جانب مڑی تھی۔ وہاں علی چلا پڑا۔ کیونکہ اب وہ فریدی کی سرگوشی صاف سن سکتا تھا۔

بھنی نے انہیں گھورتے ہوئے کلائی کی گھری پر نظر ڈالی اور بولا۔ "کیا فیصلہ کیا؟"
"میں ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کر سکا۔" وزیر صاحب کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔
"میرے پاس وقت نہیں ہے۔" بھنی غریباً۔
"لیکن..... لیکن..... یہ تو سچوں کہ اس کے نتائج کیا ہوں گے اور تمہیں اس سے
کیا فائدہ ہو گا۔"

"فائدہ.....!" بھنی زہر خود کے ساتھ بولا۔ "آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مجھے
اس سے کیا فائدہ ہو گا۔"
"اچھی بات ہے..... جو تمہارے دل میں آئے کرو۔" وزیر صاحب نے کانپتی ہوئی
آواز میں کہا۔ "مُلک و قوم سے خداری کام رکب نہیں ہو سکوں گا۔"
"اچھی بات ہے..... تو پھر کل سچ۔"

"نہیں..... ابھی اور اسی وقت مسٹر بھنی۔" فریدی نے دردناکے کو دھکا دے کر
کرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں دبے ہوئے روپ اور کارخ بھنی کی طرف
تما۔ انس پی ہوئی سائینڈ جہاں تھا دہیں رہا۔

بھنی ایک پل کے لئے چونکا تھا پھر اس کی آنکھوں میں طریقی سکراہت ہاتھے لگی
تھی۔ کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے تاکھڑا رہا۔
"ہاتھ اوپر اٹھاؤ.....!" فریدی حکماں لجھ میں بولا۔

بھنی کے ہاتھ جیبوں سے نکل کر اوپر اٹھتے چلے گئے۔ لیکن دوسراے عی لمحے میں فریدی
نے باہمیں جانب چلا گئی۔ ایک پل کے لئے بھی غلت بُرتی ہوتی تو سامنے والی میز یعنی کی
طرح اس کے بھی پر خیڑا گئے ہوتے۔ شاید اس نے بھنی کے ہاتھ میں وہ عجیب و غریب و شخ
کا ایک روپ اور دیکھ لیا تھا۔ بے آواز..... اور چنگاریاں بر سامنے والا..... اس کی ہال سے
سہری چنگاریوں کی دھاری نکل کر میز سے نکراہی تھی اور میز کے چیخڑے اڑ گئے تھے۔
"خبردار.....!" انس پی ہوئی سائینڈ نے دوسراے کرے سے لکھا تو لیکن کھلے ہوئے

"میں یہاں..... بھنی کا خفتر ہوں۔ خیر..... تم سنو..... سرخ رنگ کا بلب
روشن ہوتے ہی ریکارڈ کو چلا دیتا اور اس کا بھی خیال رکھنا کہ تم پر کسی کی نظر نہ پڑنے پائے۔"
"کیا بھنی یہاں آئے گا..... اس تھبت ہے۔"
"پھوٹ کی سی باتیں مت کرو۔"

"اوہ..... تو مجھے یہاں تھا رہتا پڑے گا۔"
"چلو بیخو.....!" فریدی اس کے شانوں پر دباوڈا ہوا بولا۔
حید نے طویل سانس لی اور تن پر تقدیر ہو گیا۔ اضھلال تو پہلے ہی سے طاری تھا ذہن
پر..... وہ سوچ رہا تھا کہ یہ سفر کے اس کی آنکھوں کے سامنے سرند ہو سکے گا۔



یہ کمرہ بالکل تاریک تھا۔ یہاں فریدی تباہ نہیں تھا۔ انس پی ہوئی سائینڈ بھی اس کے
قرب ہی کھڑا اس کرے میں جھاکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جہاں وزیر صاحب تھا شبل رہے
تھے۔ ان کے چہرے پر سرائیکلی کے آہار تھے۔

"انہیں علم نہیں ہے کہ یہاں میرے علاوہ اور کوئی بھی ہے۔" فریدی نے سر گوشی کی۔
"اس نے آپ مختار بننے گا۔"

"بہتر ہے۔" انس پی بولا۔
ہوئی سائینڈ والوں کو ایس۔ پی۔ بیراگی کے قتل کے بعد سے پکڑ پکڑ آ رہے تھے۔ شاید
ایسے فریدی نے ان کے انس۔ پی۔ کو بھی اس جنم میں شریک کر لیا تھا۔
وفھٹا دوسراے کرے سے کسی کے لکھا دنے کی آواز آئی اور فریدی پوری طرح اس
طرف متوجہ ہو گیا۔

بھنی پر دہنا کر کرے میں داخل ہوا تھا۔ وزیر صاحب ٹھیک ٹھیک رک گئے۔ ان کے
چہروں پر زردی چھائی ہوئی تھی۔

دروازے کے سامنے آئے کی مہت نہ کر سکا۔ آوازی پر بھنی کے عجیب و غریب ریو الور کا رخ دروازے کی طرف پھر گیا تھا پنگاریوں کی دحداد نکل کر دروازے سے گزر گئی اور ایسا کہا ہوا جسے بھلی چھی ہو۔ انسن لپی نے اپنی پشت والی دیوار میں ایک فتح قدر کا سوراخ ہوتے دیکھا۔ نکل کا ساکڑا کا اسی وقت ہوا تھا جب پنگاریاں دیوار سے ٹکرائی تھیں۔

ٹھیک اسی وقت ان نے پیپے درپے تین فائزوں کی آوازیں اور پھر ایک طویل جی کوئی دھم سے گرا تھا۔

وزیر صاحب کی خوفزدہ آواز آئی "اوہ..... اوہ یہ کیا ہوا.....؟"

"اب آجائیے..... کچھیں۔" فریدی نے اپنی آواز میں کہا تھا اور ایس لپی بھی تیزی سے اس کرنے میں داخل ہوا تھا۔

بھنی فرش پر چٹ پڑا ہوا تھا..... اور فریدی دوسرے کمرے کی دیوار میں ہو جانے والے ہو رائے کو گھوڑتے چاہا تھا۔ ایس لپی لاش پر جبکچڑا دل کے مقام پر تھوڑے تھوڑے قاطلے پر تین گولیاں بھی تھیں جن سے ابھی تک خون اکل رہا تھا۔

"آپ لوگ محفوظ ہیں۔" ایس لپی نے بوکھلائے ہوئے بھنی میں ان سے پوچھا۔ "بالکل.....!" فریدی سکریا۔ لیکن وزیر صاحب دل پر ہاتھ رکھے ہوئے آگے پیچے جھوٹے ہوئے ہوئے۔ "مجھے ہادث ایک ہوا ہے۔"

فریدی نے بچپت کر انہیں سنیا۔ ورنہ وہ بھی لاش کے برابری نیت گئے ہوتے۔



چار بیجے بھنی فریدی کے دفتر میں اس کے ساتھیوں نے اسے گھیر رکھا تھا۔ وہ اس سے معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہے تو اسے وزیر مو صوف کے قتل کی سارش کا علم کیوں نکر ہوا تھا اور حید سوچ رہا تھا کہ آخر فریدی نے بھنی کو مدد کیوں نہیں۔ بھنی تھا تھا اور تھا مجرم خود کتنا ہی زبردست جرپ کوں نہ رکھتا ہو فریدی کے کھلیے کی چیز تھی۔ وہ ایسے بھی مجرموں کو زندہ

پکونے کے لئے اپنی جان نک کی پرواہ نہیں کر سکتا۔ دھنٹا وہ سب بوکھلا کر ادھر اُدھر منتشر ہو گئے کیونکہ ڈی۔ آئی۔ بھی فریدی کے دفتر میں داخل ہوا تھا۔

"یہ یہ..... تم نے کیا کیا۔" ڈی۔ آئی۔ بھی نے بوکھلائے ہوئے بھنے میں فریدی کو چاہا۔

"میں نہیں سمجھا جاتا۔" فریدی کے بھنے میں جرت تھی۔

"تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔" ڈی۔ آئی۔ بھی نے حید کی طرف بھی دیکھا۔ کمرے میں ناٹا چھا کیا تھا۔ وہ ڈی۔ آئی۔ بھی کے پیچے ٹھپٹے ہوئے آفس کی لا جبریوی میں آئے۔ بیان انہیں ایس لپی ہوئی سائینٹ کے علاوہ دوڑ کوئی نظر نہ آیا۔ جو انہیں دیکھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"تم تناو..... وہ لاش کس کی ہے۔" ڈی۔ آئی۔ بھی نے ایس لپی سے پوچھا۔

"مسٹر روٹھور..... ایم پی کی۔" ایس لپی نے کہا۔

"نہیں.....!" فریدی تھیکران بھنے میں پیچا۔

"بھی ہاں۔"

"آپ نے مجھے وہیں کیوں نہیں بتایا تھا۔" فریدی نے غصیلے بھنے میں پوچھا۔

"مم..... میں خود بھی نہیں بیکھان سکتا..... وہ تو نہ پتال میں مطلب یہ کہ دہان

جب وہ خول چھرے سے اتارا گیا تو..... دوڑاٹھور صاحب تھے۔"

"میک اپ.....!" فریدی کے بھنے کی جرت اب بھی بڑ قرار تھی۔

"بھی ہاں..... جرت ایکیز میک اپ..... میں نے آج نک اتکا میاں پا اسک میک اپ نہیں دیکھا۔"

کچھ دیر کے لئے ناٹا چھا گیا۔ حید نے ڈی۔ آئی۔ بھی کے ہوتوں پر خفیف سی

سکراہٹ دیکھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایس لپی سے کہا۔ "اب آپ جاسکتے ہیں۔"

پیر پھول گئے اور اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ رہ گیا کہ وہ کسی پر اعتماد کریں۔ نظر انتخاب مجھ پر پڑی۔ لیکن یہ کسی طرح ممکن نہیں تھا کہ آپ کے علم میں لائے بغیر میں ملک سے باہر جا کر کسی معاملے کی تفتیش کر سکتا۔ بہر حال میرے پہنچنے پہنچتے بھٹی دفن کیا جا چکا تھا۔ ہم نے راٹھور صاحب کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ بھٹی کی موت کا تذکرہ کسی سے بھی نہ کریں، انہیں بتایا کہ بھٹی کی موت کی خبر پہلنے سے بعض میں الاقوایی پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ انہوں نے بڑے خلوص سے وعدہ کیا تھا اور اس پر قائم بھی رہے۔ موت اس خیال سے چھپائی گئی تھی کہ اس ہستی کو خبر نہ ہونے پائے جس کے پاس بھٹی کے بیان کے مطابق اس کے شکاروں کے خلاف ثبوت محفوظ تھے۔ پھر یہ مشہور کرنے کی کوشش کی گئی کہ بھٹی یورپ کے کسی ملک میں کسی اہم فرض کی انجام دہی کے سلسلے میں مقیم ہے۔ اس کی تجوہ بھٹی لگتی رہی اور جعلی دستخط سے اس کی وصولیابی کا انتظام بھی کیا گیا۔

”لیکن اب اس کے لئے کیا جواز پیش کرو گے۔“ آئی تینی نے پوچھا۔

”سیکریٹری صاحب جانیں۔ مجھے اس سے کیا سروکار..... ہاں تو مجھے لڑکی پر اسی ہستی کا شبہ ہوا تھا جس کی طرف بھٹی نے اشارہ کیا تھا۔ میں نے اس کے سلسلے میں چھان میں شروع کی اور دو تین دن ہی میں اس کا ثبوت فراہم کر لیا کہ وہ عالمی پیمانے پر غشیات کی غیر قانونی معاملے کو بھٹی اپنی ہی ذات تک محدود رکھیں۔ بھٹی بہت بڑا بلیک میلر تھا۔ ملک کی بڑی بڑی شخصیتوں کی بعض ایسی کمزوریاں اسے معلوم تھیں جن کی بناء پر وہ انہیں بلیک میل کر سکتا تھا۔ ان میں دو شخصیتیں بے حد نمایاں تھیں ایک تو سفیر صاحب جو سوئزر لینڈ میں تھے اور دوسرے وزارت خارجہ کے سیکریٹری صاحب اور یہ دونوں حضرات کسی ایک ہی معاملے میں بلیک میل کئے جا رہے تھے۔ بھٹی نے انہیں دہلار کھا تھا۔ غالباً اس نے اپنے بھٹی شکاروں سے کہہ رکھا تھا کہ اگر وہ کسی طرح اچانک مر گیا تو ان کے معاملات کھل کر منظر عام پر آجائیں گے کیونکہ ان کے خلاف سارے ثبوت ایک ایسی ہستی کے پاس محفوظ ہیں جو دنیا کی ایک خطرناک تنظیم سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر ان کے راز اس تنظیم کے ہاتھوں پہنچ گئے تو پھر ان کا کہیں ٹھکانہ ہو گا۔ لہذا جیسے ہی سفیر کی دی ہوئی اطلاع سیکریٹری صاحب کو پہنچی ان کے ہاتھ

”زبردستی۔“

”بھی ہاں..... مجبوری تھی۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ راٹھور صاحب سائے کی طرح اس کے ساتھ لگے رہتے تھے۔ بہر حال میں اسے اپنی قیام گاہ پر لا باتھا لیکن چند گھنٹوں کے بعد وہ وہاں سے غائب ہو گئی۔ اس کے بعد پھر میں نے پچھلے دنوں اس کی لاش اس حالت میں دیکھی تھی کہ سر غائب تھا۔ تھیلیاں اور پچھے کاٹ لئے گئے تھے۔“

ایسیں بھائیں اور بجا میں اور باہر چلا گیا۔

”کیا تم نے مجھ سے بھٹی کی موت کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔“ ذی۔ آئی۔ جی نے پوچھا۔

”بھی ہاں کیا تھا..... اور یہ بھی بتایا تھا کہ وہ سوئزر لینڈ میں مر جانے کے باوجود بھی یہاں دیکھا گیا ہے کہ مجھے تو اس کا تعاقب کرنا ہی تھا۔“

”مجھ سے بھی وہی باتیں۔“ ذی۔ آئی۔ جی نے آنکھیں نکال کر بزرگانہ انداز میں کہا۔

”اب میں کیا عرض کروں۔ بھٹی کی موت کے متعلق پوری دنیا میں چند افراد کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ میں، آپ، راٹھور، سفیر صاحب اور سیکریٹری وزارت خارجہ..... آپ نے بھٹی کی موت کی خبر آج تک اپنی ہی ذات تک محدود رکھی تھی۔ لہذا اب میں جو کچھ آپ کو بتانے جا رہا ہوں اسے بھی آپ اپنی ہی ذات تک محدود رکھیں گے۔“

”میں وعدہ کرتا ہوں؟“

”میں ابھی صاحب معاملہ سے فون پر اجازت لے چکا ہوں۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ ذی۔ آئی۔ جی صاحب کو بتائے بغیر کام نہیں چلے گا۔ کیونکہ وہ بھٹی سوئزر لینڈ میں بھٹی کی موت سے واقف ہیں۔ انہوں نے اجازت دے دی ہے لیکن استدعا بھٹی کی ہے کہ آپ اس معاملے کو بھٹی اپنی ہی ذات تک محدود رکھیں۔ بھٹی بہت بڑا بلیک میلر تھا۔ ملک کی بڑی بڑی شخصیتیں بے حد نمایاں تھیں ایک تو سفیر صاحب جو سوئزر لینڈ میں تھے اور دوسرے وزارت خارجہ کے سیکریٹری صاحب اور یہ دونوں حضرات کسی ایک ہی معاملے میں بلیک میل کئے جا رہے تھے۔ بھٹی نے انہیں دہلار کھا تھا۔ غالباً اس نے اپنے بھٹی شکاروں سے کہہ رکھا تھا کہ اگر وہ کسی طرح اچانک مر گیا تو ان کے معاملات کھل کر منظر عام پر آجائیں گے کیونکہ ان کے خلاف سارے ثبوت ایک ایسی ہستی کے پاس محفوظ ہیں جو دنیا کی ایک خطرناک تنظیم سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر ان کے راز اس تنظیم کے ہاتھوں پہنچ گئے تو پھر ان کا کہیں ٹھکانہ ہو گا۔ لہذا جیسے ہی سفیر کی دی ہوئی اطلاع سیکریٹری صاحب کو پہنچی ان کے ہاتھ

تست تودہ اسی کی لاش تھی۔ ”ڈی۔ آئی۔ جی نے حیرت سے کہا۔
”میرا تو بیک خیال ہے۔ بھنی کی دریافت کے بعد فور آئی میں نے مکان نے لئے گے
اگلیوں کے ثلات کے لاکی کی انگلیوں کے ثلات کا موزون کر دیا تھا۔ کچھ ثلات ان سے مل
گئے تھے۔“

پچھے دیکھا موش رہ کر فربیڈی نے بھنی کی دوپادہ دریافت سے لے کر حید کے رامھور
کے پیچے میں پھنسنے لکھ کی دانتان سنائی اور ڈی۔ آئی۔ جی کی اجلات سے سگار سلاک کر بولا۔
”بھنی کا ہم آتے ہی رامھور کا خیال آیا تھا۔ کیونکہ آنا قدر تی بات تھی۔ میں جانتا تھا کہ حید کو
اچاک اپنی کوئی میں دیکھ کر وہ کیا کرتے ہیں۔ لڑکی والے والقے کے بعد سے وہ حضرت
مشتعل طور پر میری تاک میں رہتے تھے اور میں بھنی ان کی طرف سے عاقلوں نہیں رہتا تھا اور
اس رات تو خصوصیت سے توجہ دینی پڑی تھی۔“

”تو تم باتے تھے کہ بھنی کے روپ میں وہ رامھور ہی تھا۔“ ڈی۔ آئی۔ جی نے پوچھا۔
”رامھور یا اسی کا کام نہ ہے۔“

”تیر گز نہیں.....!“ ڈی۔ آئی۔ جی مسکر لیا۔ ”اگر تمہیں اس کے رامھور ہونے کا پیغام
نہ ہوتا تو اسے مذہب ڈالتے۔“

”پڑی بھی کچھ لجھے۔ بلکہ حقیقت بھی بھی ہے۔ میں نے سچا اگر زندہ گرفتار کر دیا ہوں
تو ہو سکا ہے کہ اٹی آئیں گے پڑ جائیں۔ پڑ نہیں اور کن کن بڑی شخصیتوں کو بیک میں
کر دیا رہا ہو۔ ان پر رذار کھ کر اپنا بچاؤ کریں۔ وزیر صفت و تجارت کا حوالہ آپ نے دیکھ
لیا۔“

”لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ وزیر صفت کو بھنی بیک میں کر رہا ہے۔“
”حید کو جب اس نے اپنی کوئی میں پکڑا تھا۔ تو اس سے ایک اسکی تحریر لی تھی جس کی
بہہ پر وہ مستحق ہے۔ اسے بیک میں کر دیا۔ میں سے میرا یہ شہر بیکن مک پہنچا کر بھنی کے
روپ میں اب رامھور ہی اس۔“ آپ جانتے ہیں کہ وہ ایک بڑا صفت کار

بھنی تھا اور لیڈر بھی۔ لہذا اس کی بیک میلت سایکی اور انتہادی ہی نویسیت کی ہوتی ہوئی۔ بھنی
کی موت کے بعد صرف دشکاروں کا اس سے جیچا چھوٹ گیا تھا۔ سفیر برائے سو ستر لینڈ اور
وزارت خارجہ کے سکریٹری۔ چونکہ بیرونیوں کے لئے وہ سرچ کا تھا اس لئے رامھور پر آسانی
بھنی کے روپ میں ان دونوں کے علاوہ اور سب کو دعویٰ کیا تھا۔ انہیں تو پھر چھپر اپنیں کیا تھا
بہر حال میں نے قیاس کیا کہ وزیر صفت پر بھنی اس نے جال ڈالنے کی کوشش کی ہو گی
لاکنس اور یہ بہت کے پچھر میں..... اندرازو نظر نہ لٹکتے تھے۔ وہ حقیقتاً بھنی بیک میں کر رہا تھا اور
اتفاق سے انہیں دونوں بھنی تجدیتی پالیسی سے متعلق کچھ ایسے ثلات ان سے معلوم کرنے کی
کوشش کر رہا تھا جن کا بختر عام پر آتا تھا۔ قوم کے لئے سود مند تھا۔ میں نے بڑی مشکل
سے وزیر صوف کو پہنچنے پر آمدہ کیا تھا۔ انہیں بیکن دلایا تھا کہ اس واقعہ کو دوسرا رنگ دیتے
کی کوشش کی جائے گی۔ کچھ اس وجہ سے اور بھنی میں اسے زندہ نہیں گرفتار کر سکا۔“
”لیکن..... وہ لڑکی..... کیوں قتل کی گئی..... اور لاش کی ششہ کا کیا مطلب
تھا۔“ ڈی۔ آئی۔ جی بولا۔

”اس کا سچی جواب تو رامھور ہی دے سکتا تھا لیکن میرا قیاس ہے کہ کسی زمانے میں
رامھور بھنی بھنی کے دشکاروں میں سے رہا ہو گا اور اس نے بھنی بھنی قیاس کیا ہو گا کہ وہ لڑکی بھنی
بھنی کی ہمراہ ہو سکتی ہے۔ لہذا بھنی کی موت کے بعد وہ خود ہی بھنی بن بیٹھا۔ صرف ان لوگوں
کے سامنے بھیت بھنی نہیں آیا جنہیں بھنی کی موت کا علم تھا اور پھر غالباً اس نے خصوصیت
سے اپنے مطلب کے دشکاروں کو الگ کر کے بیچ کو انکر انداز کر دیا تھا۔ اس کی بھنی ایک حلال
میرے سامنے آئی تھی۔ خبر اسے چھوڑ دیجے۔ آپ بڑی نکے قتل اور لاش کی ششہ کے بعد نے
میں پوچھ رہے تھے۔ میرا خیال ہے کہ لڑکی کو بھنی بھنی ہو گیا تھا کہ یہ بھنی بھنی نہیں ہے اس لئے وہ
ان شہروں کو دیا بیٹھی ہو گی جو رامھور سے متعلق تھے۔ اس لئے کہ بھنی رامھور ہی کے بیان
سے غائب ہوا تھا لڑکی سے اس وقت سفیر صاحب نے بھنی کہا تھا کہ وہ بے حد ضرورتی کام
کے سلسلے میں ووری طور پر کسی دوسرے ملک کے لئے روانہ ہو گیا ہے پھر میں زبردستی اسے

اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ ان وجوہات کی بنا پر اسے شہر ہو گیا کہ وہ کسی سازش سے ڈوچار ہے بہر حال رانحور نے اسے اس وقت مکر زندہ رکھا جب تک کہ اس کے قبضے سے وہ مواد نہیں نائل لیا جو خود اس کے خلاف تھا۔ رہی لاش کی شہر تو یہ اس کے کارکنوں کی محاذات کا نتیجہ بھی ہو سکتی ہے۔ انہوں نے سوچا ہو گا کہ: س طرح وہ پر آسانی لاش سے چیخا بھی چھڑائیں گے اور کسی کو کافیوں کا ان خبر بھی نہ ہوگی۔ ہو سکتا ہے اسی خطاكی پاداش میں وہ شخص ملا گیا ہو جو اس کے شوہر کا ردیل ادا کر رہا تھا۔

ذی۔ آلی۔ جی کسی سوچ میں پڑ گیا۔ پھر ضابطہ کی کارروائی کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ رانحور کا دہ بیجی و غریب پتوںل بھی زیر بحث آیا۔

میں نے تو ایسے پتوںل صرف فلموں میں دیکھے ہیں۔ ” حید بڑھ لیا۔ ” غالباً مردغ کے باشندے ایسے عی پستولوں سے اپنا کھانا پکاتے ہیں۔ ”

اسی پتوںل کی بنا پر مجھے کہنے دیجئے کہ رانحور زیر دینہ کا جا سوس بھی تھا۔ ” فریدی نے طویل سانس لے کر کہا۔ ” ذی۔ ایس۔ پیا ہیر اگی کے یہاں سے ایسے کچھ کاغذات بھی ملے ہیں۔ ”

ذی۔ آلی۔ جی جھرت سے من کھولے اُسے دیکھ رہا تھا۔ جلدی سے بولا۔ ” ہاں کہو خاموش کیوں ہو گئے۔ ”

” اسی الحال کچھ نہیں کہہ سکتا۔ بارہ بجے تک آپ کو پوری روپورٹ مل جائے گی۔ ”

گلدار اپس جاتے ہوئے حید نے ایک بھندی سانس لی اور بولا۔ ” آخر مجھے اس طرح وزیر صاحب کی کوئی میں مطلب کرنے کا کیا مطلب تھا۔ میں تو سمجھا تھا شاید پوروں کی طرح کوئی نہیں ملے گا۔ ”

رانحور کے آدمی ہر وقت میری گرفتاری کرتے تھے۔ ہدای کوئی کے گرد اس کے گرگون کا جال پھیلا ہوا تھا۔ اگر اسے اس کی اطلاع ہو جاتی کہ میں کسی طرح بھی وزیر صاحب کی کوئی نہیں داخل ہوا ہوں تو وہ ہرگز وہاں نہ آتا۔ پہلی بار جب وزیر صاحب سے ملا تھا تب

بھی گرفتاری کرنے والوں کو دھوکا دیا پڑا تھا۔ بہر حال مجھے یقین تھا کہ تم کو کوئی میں گھسنے کا راستہ خلاش کرتے ہوئے عمارت کی پشت پر ضرور آؤ گے۔ ”

” تصور وہ لڑکی.... ! ” حید نے پھر بھندی سانس لی۔

” غالباً تمہارا ٹشدارہ جملی وکٹری کی طرف ہے۔ اس نے تم سے جتنی بھی باتیں کی تھیں سب کو اس..... ، مسلسل اس سے بھی مجھے بڑی مدد ملی ہے جب پہلے پہلی ہم اس مکان کے سامنے مالک مکان سے گفتگو کر رہے تھے وہ ہم تک پہنچنی تھی اور ہمیں اچھی طرح پیچانتی بھی تھی۔ انجان اس نے میں تھی کہ بھئی کی نشاندہی کرنا چاہتی تھی۔ وزارت خارجہ کی گاڑی کا تذکرہ سب سے پہلے اسی نے کیا تھا۔ لیکن بھئی کا نام بتانے سے گریز کرتی رہی تھی۔ ”

” اوہ تو کیا وہ اسے ایک بیک ملدرہ کی حیثیت سے جانتی تھی۔ ”

” ہاں..... کیونکہ ایک سال پہلے تک وہ اس کے باپ سے بھی سرمایہ وصول کر تارہ تھا۔ اس کے کسی راز کو راز رکھنے کے صل میں..... وہ اپنے شکاروں سے اسی طرح سرمایہ رقمی وصول کرتا تھا۔ اس کا باپ اس سے بے حد خائن رہتا تھا۔ بہر حال وہ سامنے والے مکان میں اسے اکثر دیکھتی تھیں اسے جیرت ہوتی کہ آخر وہ حسب سابق ان کی طرف رخ کیوں نہیں کرتا۔ اس نے اس کا تذکرہ اپنے باپ سے بھی کیا تھا لیکن وہ خوفزدہ ہو کر بولا تھا۔ ” مت دیکھو اس کی طرف..... بھول جاؤ اسے..... خدا کرے وہ مجھے بھی بھول گیا ہو۔ اس کے پاس جو مولو میرے خلاف ہے خدا کرے شائع ہو گیا ہو۔ ضرور ایسا ہی ہے تھیجی وہ یہاں نہیں آتا۔ ظاہر ہے اصل بھئی تو مرچکا تھا اور رانحور نے بھیت بھئی صرف انہیں روگوں سے سر و کار رکھا تھا جو اس کیلئے بہت اہم تھے۔ لیکن بھئی کی طرح وہ رقمیات نہیں وصول کرتا تھا بلکہ ان سے اپنے مناد میں کام لیتا تھا۔ مثال کے طور پر وزیر صنعت کا معاملہ لے لو۔ ”

” آپ نے جو لی سے یہ سب باتیں کب معلوم کیں۔ ”

” گیپر والے معاملے کے بعد..... گیپر کو کسی نامعلوم آدمی نے تمہارے متعلق فون پر نہیں بتایا تھا بلکہ یہ ان دونوں کی ملی بھگت تھی۔ جو لی ہی نے گیپر کو بھیجا تھا اور پھر خود

بھی بچاؤ کرائے چلی آئی تھی۔ مقصد یہ تھا کہ ہم لوگ اس مکان کے لوگوں کے خلاف اپنی
مہم پہلے سے بھی خیز کر دیں ہا۔ انکہ اس کا یہ فعل قطعی احتمال تھا۔

حید جس کی پلٹیں نیند سے بو جعل ہو رعنی تھیں جھوستہ ہوا بولا۔ ”تو پھر اس کا یہ مطلب
ہوا کہ وہ گیسپر سے محبت کرتی ہے۔“

”ہوں.....!“ فردی غریل۔ ”تم اسی مسئلے پر اپنی رپورٹ لکھ دو۔ مہنامہ دلدار میں چھپا
دوں گا۔“

”اوہ..... معاف کیجئے گا۔“ حید چونکہ کر بولا۔ ”شاید میں اوگھہ رہا تھا۔ میں بھلا محبت
وجت سے کیا سروکار..... ہم تو صرف اس لئے پیدا ہوئے تھے کہ شہر کی سڑکوں پر رات
رات بھر مکھیاں مارتے چھریں۔ لیکن وہ زیر دینہ والا پستول؟“

”راٹھور کی موت نے بڑی مشکلات میں جتنا کر دیا ہے لیکن اس کے علاوہ اور کوئی چارہ
بھی نہ تھا۔ میں نے وزیر صنعت سے وعدہ کر لیا تھا کہ بلیک میلنگ کی کہانی مظہر عام پر نہ آئے
پائے گی۔ راٹھور کی زندگی میں یہ ناممکن ہو جاتا۔ اب صحیح کے اخبارات وزیر صنعت کے خلاف
ہلاکت خیز سازش کی خبر سنائیں گے اور مجھے اس سازش کی اطلاع پہلے ہی مل گئی تھی۔ لہذا
میری بروقت مداخلت نے اُن کی جان بچالی۔ آئندہ سال تک سرکاری کانفرنسات میں بھی بھی
مر جائے گا۔“

”جو لوکڑ.....“ حید بصد سوز و گداز گنگا بیا۔

”اُنے بھول جاؤ..... وہ لڑکی کریک ہے۔“

”مجھے آج تک کوئی اسکی لڑکی نہیں ملی جو کریک نہ رہی ہو۔“ حید نے جماں لے کر کہا

اور پھر اوٹھنے لگا۔